رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

مرنج الله ولیغیرما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم
انا الله اوی القریۃ

الحکم

دوا ہمنی شفا ہمنی غرض از الامان ہمنی - چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان ہمنی -

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے
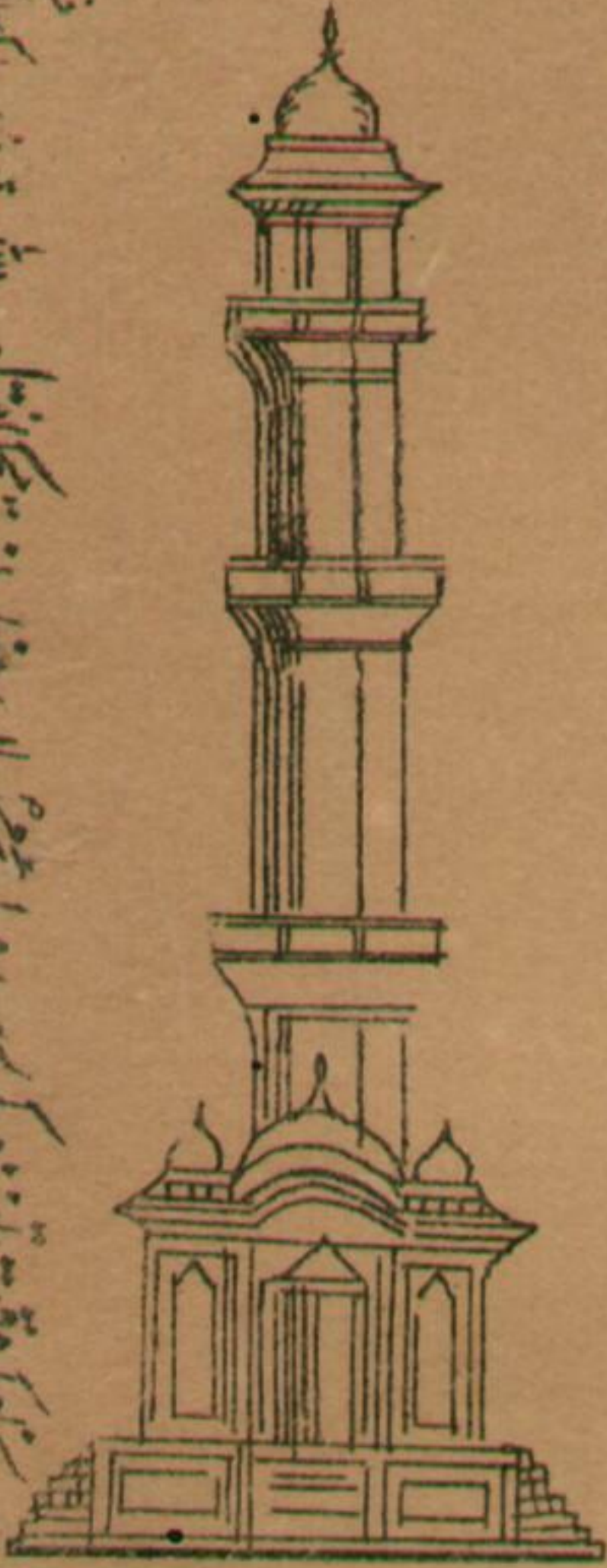
فہرست مضامین

نمبر (۳۷) قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ - اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیا

۲۴ - اکتوبر ۱۹۰۶ء

اِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ
نَزِیْدُ عُمْرَکَ

ترجمہ ۔ ہم تجھے بعض وہ امور دکھلاویں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کرینگے

۲۰ - اکتوبر ۱۹۰۶ء - یاتیک من کل فج عمیق - یاتون من کل فج عمیق
یاتیک رجال نوحی الیہم من السماء

ایک پورانا الہام قریباً پچیس سال کا
شخصے پائے من بوسید و من گفتم کہ سنگ اسود منم

دارالامان کا ہفتہ

(چونکہ اخبار دیر سے شائع ہوا ہے اسلئے بعض واقعات ۲۴ - اکتوبر کے بعد کے درج ہیں ۔ ایڈیٹر)

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بغیب اعدانا ساز رہی اور خدا تعالیٰ نے اس فکر کو آپ کی زیادت عمر کی بشارت سے مبدل بہ راحت کر دیا ۔

اللّٰھم اید الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل ۔

حضور کے اہل بیت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھے ہیں صاحبزادہ محمود احمد صاحب لاہور گئے ہوئے ہیں ۔

۲ - بزرگان ملت کی خبر قوم کے لئے فرحت افزا خبر ہے ۔ والحمد للہ علےٰ ذالک ۔

۳ - مختلف مقامات سے احباب سعادت اندوز دارالامان ہوئے ۔ منجملہ ان کے منشی وزیر خاں صاحب بلب گڑھ سے ۔ منشی عبدالقادر و شیخ نور احمد صاحب لاہور سے (۲۷ کی صبح کو حسب معمول خواجہ صاحب آخیر ہفتہ اور اتوار کی تقریب پر مع منشی محمد اشرف صاحب بھی حاضر ہوئے) منشی نذر محمد خان صاحب ڈیرہ غازیخان سے آئے ۔ چودہری غلام احمد خاں صاحب کاٹھ گڑھ سے آئے اور واپس چلے گئے ۔

۴ - **حقیقت الوحی** چھپ چکی لیکن ابھی تک شائع نہیں ہوئی دفتری کے پاس جزو بندی کے لئے جارہی ہے ۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے خصوصیت سے دو سو جلدوں کو مجلد کراکر شائع فرمانیکا اہتمام کیا ہے اور یہ خدمت میاں الہ دین صاحب لودہانوی کے سپرد ہوئی ہے ۔

حقیقت الوحی کے لئے تاکیدی خطوط روانگی کے آرہے ہیں اور اشتیاق اسقدر بڑھ رہا ہے کہ اگر چند روز تک کتاب شائع نہ ہوئی تو تاریں آنے لگیں گی ۔ مجھے حیدرآباد دکن سے میر مردان علی صاحب نے ایسا ہی تاکیدی خط لکھا ہے جس میں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ تار دینے والے تھے ۔ ایسے مشتاق حضرات کو یاد رہے کہ جس دن کتاب شائع ہوئی پہلی ڈاک میں انہیں بھیجدی جاویگی ۔

۵ - ہفتہ زیر اشاعت میں **مسٹر رچرڈسن** سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات امرتسر ڈویژن نے قادیان کے سب آفس کا معائنہ کیا ۔ صاحب موصوف ایک شریف اور خوش اخلاق نوجوان ہیں ۔ ایڈیٹر الحکم نے بعض مفید پبلک امور پر صاحب موصوف کو

اور اسلام کو تختہ دنیا سے مٹانا چاہتا ہے۔ میں یہہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ زید نے یہی نہیں کہ ان کتابوں کے بیچنے سے پادریوں اور کفر کو مدد دی اور اسلام کی تذلیل اور تخریب کی سعی کی ہے بلکہ مسلمانوں کے گاڑہے پسینے کی کمائی کو بھی ہڑپ کرنا چاہتا ہے اور اون کے ایمان اور مال دونوں پر ہاتھ صاف کرنیکی ٹھان لی ہے۔ میور صاحب کی لایف آف محمد (سوانحعمری رسول مقبول) کی اصل قیمت جتپر پادری بیچتے ہیں اور خود لاہور میں راماکرشنا صاحب تاجر کتب اسے فروخت کرتے ہیں صرف آٹھ روپیہ ہے مگر زید اسے رعایتی قیمت ۹ پر بیچتا ہے اور اوسکی اصلی قیمت ۱۰ روپیہ بتاتا ہے میور کی خلافت کی قیمت چھہ روپیہ ہے اور زید اسکی قیمت ۷ ظاہر کرکے ۶ پر بیچکر مسلمانوں پر احسان کرتا ہے ینابیع الاسلام (سورسز آف اسلام) کی اصلی قیمت ۱۲ ہے لیکن زید اصلی قیمت چھہ روپیہ ظاہر کرکے للعہ پر بیچتا ہے۔ پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ زید سے اجتناب کریں اور اوس کی تحریروں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں جب تک وہ توبہ نہ کرے اور اسکا خاص کفارہ ندے ؟" انتہے بلفظہٖ بقدر الضرورت۔

زید یہہ بھی کہتا ہے کہ قربانی کی بجائے قربانی کا روپیہ حجاز ریلوی میں دیا جاوے اور قربانی نہ کیجاوے۔ اور اسکا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ مسلمان مسلمانوں سے سود لیں تو خلاف منشاء الٰہی نہیں چنانچہ زید کے الفاظ یہہ ہیں "سود کی ممانعت کی اصل وجہ ہمدردی پر مبنی ہے۔ ایک مسلمان کو روپیہ کی ضرورت ہے اور اوسے بازار سے کسی طرح ایکروپیہ سیکڑہ سے کم سود پر قرض نہیں مل سکتا اور یا دیگر کوئی مسلمان بطور قرض حسنہ روپیہ دینے پر طیار نہیں۔ تو اگر مسلمان اوسے محض بخیال ہمدردی و تعلق اسلامی ۱۰ ار سیکڑہ سود پر روپیہ دے تو کیا اوس نے منشاء الٰہی کے خلاف کیا ؟ یا ہر سیکڑہ کم لینے سے منشاء الٰہی کو قدرے پورا کیا ؟ حالات زمانہ اور نکبت قومی کے اثر سے شاید ہی کوئی بشر بیچارا ہو۔ اگر وہ اسقدر ہمدردی نہیں کر سکا کہ بالکل بلا منافع دے تو کیا اس کے اسقدر احسان کرنے کا یہہ صلہ ملنا چاہئے کہ اوسے اولٹا مطعون کیا جائے جسکا بدیہی نتیجہ یہ ہوگا کہ آیندہ وہ کسی کو قرض نہ دیگا اور مسلمان ضرورتمند کو پوری شرح پر غیر اقوام سے قرض لینا پڑیگا۔ اسلام تو یہ کہے کہ لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام اور ہمارے مولوی دو مسلمانوں کے صریح نقصان عین مقتضائے اسلام قرار دیں ؟" انتہی بلفظہٖ۔

پس

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین زید کے حق میں۔ جو مخرب اسلام و مکذب خیر الانام صلعم کی کتابیں جنکو محض اسلام اور بانی اسلام (فداہ ابی وامی) کی توہین و تذلیل کیغرض سے عیسائیوں نے تصنیف کیا ہو مسلمانوں کے ہاتھہ بازاری قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کرے اور پھر اوسکو رعایتی قیمت کہہ کر مسلمانوں پر احسان بھی رکھے اور ذاتی نفع کے واسطے اپنے اشتہار میں اس امر کا اشارہ تک بھی نکرے کہ یہ کتابیں مخالف اسلام لکھی گئی ہیں انکو صرف ایسے مسلمان خریدیں جو اہل علم روشن خیال ہوں اور جواب لکھنے کا ارادہ رکھیں دوسرے مسلمان نہ خریدیں تاکہ ہر مسلمان زید کی نیک نیتی سے واقف ہوکر ایسی زہریلی کتابوں پر روپیہ ضایع کرکے بربادی ایمان کے اسباب نہ خریدے۔ بلکہ برخلاف ایسی تصریح کے جو متقی مسلمان کا فرض ہونا چاہیے تہا۔ ان کتابوں کو "نادر- اور مفید اور اسلامی کتب" ظاہر کرے۔ حالانکہ عیسائی کبھی وہ کتابیں جو ان کے مذہب کے خلاف مسلمان شائع کرتے ہیں جیسے کہ اعجاز عیسوی و ازالۃ الاوہام مولوی رحمۃ اللہ مہاجر مرحوم واستفسار و پیغام محمدی وغیرہ ہیں۔ فروخت نہیں کرتے۔ مگر زید میں عیسائیوں جیسی غیرت و حمیت بھی نرہی کہ ایسی کتب کی تجارت شروع کردی نیز زید کا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ مسلمان اگر غیر اقوام سے کم سود پر مسلمانوں کو قرضہ دیں تو خلاف منشاء الٰہی نہیں بلکہ کسیقدر منشاء الٰہی اس سے پورا ہوتا ہے۔ نیز زید یہہ بھی کہتا ہے کہ قربانی نہ کیجاوے اوسکا روپیہ حجاز ریلوی میں دیدیا جاوے اور خود اوس کا عمل بھی یہی ہے۔ آیا ان عقاید و اعمال کیساتھ زید متبع رسول صلعم اور مومن حامی اسلام مسلمان ہے یا کافر ضال مضل دشمن اسلام۔

اور زید و عمرو ہر دو میں سے کون تابع قرآن و اسلام ہے اور کون مخالف۔ جواب دلائل شرعیہ سے یہ ثبت مہر و دستخط تحریر فرماکر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔ والسلام معروضہ ۱۸- شعبان المعظم ۱۳۲۴ھ ہجری مطابق ۷ راکتوبر ۱۹۰۶ء

السائل

عاجز محمد عثمان ہیڈ ڈرافسمین الہ آباد ریلوی

الجواب واللہ الموفق للصواب

زید کے بعض عقائد و اعمال موجب کفر ہیں اور بعض موجب فسق بہرحال زید کافر ضال و مضل دشمن اسلام ہے۔ اور عمرو متبع قرآن و اسلام واللہ اعلم و علمہ اتم۔ ... ... محمد بشیر عفی عنہ

الجواب صحیح

الجواب حق

الجواب صحیح

عبد الاحد عفی عنہ

الجواب

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

جیسے یہ کتب فروخت کرنے پر وعید شدید ہے اسی طرح ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت وعید کے مستحق ہیں وہ کتب فروش اور وہ مدرسین جو مقابلہ میں کتاب و سنت مطہرہ کے دواوین مثل صحیح بخاری و مسلم وغیرہ صحاح کے کتب رائے و قیاس و تقلید کے اثبات کے فروخت کرتے ہیں اور سنت نبوی کو رد کرتے اور کراتے ہیں اور پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور توحید الوہیت اور سنت محمدیہ کی تذلیل و تحقیر کرتے اور کراتے ہیں زاد المعاد فی ھدی خیر العباد میں لکھا ہے بت فروش اور کتب رائے و قیاس و منطق و فلاسفہ وغیرہ خلاف اہل علم فروش اثم میں برابر ہیں اور سود لینا اور دینا زیادہ خواہ کم بہرحال حرام ہے وحرم الربوا- الآیہ۔ غرضکہ زید ہو خواہ غیر ہو خلاف کتاب و سنت کے معاونت کرتا ہے اوسکو جلد توبہ کرنی چاہئے ورنہ قیامت کے دن سوا حسرۃ اور افسوس کے کچھہ نہوگا۔ قال اللہ تعالےٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واللہ اعلم بالصواب حررہ العاجز ابو محمد عبد الوہاب الملتانی نزیل الدہلی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی ۱۳۲۴ھ ہجریہ علی صاحبہا افضل صلوٰۃ و ازکیٰ تحیۃ ....

الجواب

زید کی یہ حالت شرمناک ہے انکے گنہگار و مضرت رساں اسلام ہونے میں کوئی بھی شبہ نہیں جنے یہہ کتابیں دیکھی ہیں سوائے اسکے کہ جو ان کا رد لکھنا چاہئے دوسرے شخص کو ان کا دیکھنا بھی حرام مطلق ہے ایسے مسلمانوں کی غیرت و حمیت کیا ہوئی اگر زید کا یہ فعل مشنریوں کی سازش سے ہے اور وہ اکثر ایسا کرتے ہیں تو پھر اور ابو جہل میں شاید کچھہ تہوڑا ہی سا فرق باقی ہو جسکی بازپرس اب دنیا میں تو کون ہے جو کرینگے کسلئے کہ نہ اسلامی حقوق کا کوئی نگران ہے نہ سزا دینے والا۔ ہاں قیامت کے روز اس روپیہ کمائی کا اور ایسے فتوے دیکر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا مزہ معلوم ہوگا مگر دنیا میں بھی خدا ایسے لوگوں کو ذلیل و حقیر کرتا ہے خدا تعالیٰ زید کو توبہ کی توفیق دے کہ وقت باقی ہے والسلام

ابو محمد عبد الحق

زید ظالمین سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین۔

قالہ الراقم تلطف حسین عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ؕ

ربّ کا لفظ سورہ فاتحہ میں دو امروں کے ثبوت کے واسطے اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ایک ربوبیت جسمانی اور دوسرے ربوبیت روحانی۔ ربوبیت جسمانی کے جسقدر اسباب ہیں وہ سب اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق کے واسطے مہیا کئے ہوئے جنسے کسی کو انکار نہیں اور ربوبیت روحانی آسمانی کتاب سے فرمائی ہے۔ یعنی کل جن والانس درستی روح و اخلاق انہیں قوانین سے کریں کہ جو اللہ تعالےٰ رب العلمین نے بذریعہ وحی اپنے رسول خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے ہیں۔ بجز اون قوانین کے اگر کوئی ذی روح مثل کسی اور قانون مقرر کرکے وہ مخلوق سے کرنا چاہے یا وہ بھی رب العلمین کے خطاب کا مدعی ہے جو اونکی شان کے شایاں نہیں۔ اسیواسطے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں ایک جگہ فرمایا ہے **اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ**۔ یعنی ان لوگوں نے اللہ تعالےٰ کی ربوبیت روحانی کو ترک کرکے اپنے مولویوں اور فقیروں کو اپنا رب اللہ تبارک وتعالےٰ کے سوا مقرر کر لیا ہے۔ چنانچہ اہل کتاب نے جب اس آیت کو خاتم النبیین محمد صلے اللہ وسلام علیہ سے سنا تو پوچھنے لگے کہ ہمنے تو اپنے مولویوں اور درویشوں کو رب سوائے اللہ تعالےٰ کے کب بنایا ہے جو ہمیں تمہارا قرآن الزام دیتا ہے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے جواب میں فرمایا الزام نہیں اللہ تعالیٰ کسی قوم پر کبھی الزام اور بہتان نہیں لگایا کرتا اوسکی شان کے یہ بات برخلاف ہے وہ تو ہمیشہ واقعی امر کا اظہار فرمایا کرتا ہے۔ کیا تم لوگ جس چیز کو تمہارے مولوی اور درویش حرام کہدیتے ہیں اوسکو حرام نہیں جانتے اور جس چیز کو وہ حلال کہدیتے ہیں اوسکو حلال نہیں جانتے اور اوس چیز کی حلت وحرمت پر کتاب اللہ سے کبھی کوئی اونسے دلیل طلب نہیں کرتے۔ اہل کتاب نے کہا ہاں فی الواقع یہہ بات تو ہم میں ضرور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بس یہی معنے ہیں اس آیت کے تم لوگوں نے ربوبیت روحانی جو خدا تعالےٰ نے اپنے ذمہ کل ذوی العقول کی مقرر کی تھی وہ ربوبیت تم اوسکی مخلوق سے تلاش کرنے لگے اسواسطے اللہ تعالےٰ نے واقعی امر جو تم لوگوں میں تھا اظہار فرما دیا۔ یہہ حالت تو مقلدین کی بیان فرمائی۔ اور دوسری جگہ اون اماموں اور مولویوں اور درویشوں کا حلیہ ظاہر فرمایا جو اپنے مقلدین کی درستی روحانیت کے قوانین اپنی طرف سے گھڑ کر دیتے تھے۔ **ان کثیرًا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ**۔ ایسے لوگ مدعی الوہیت ہوا کرتے ہیں جو خلاف کتاب اللہ وسنت کوئی کام جاری کریں منجملہ ایسے لوگوں کے **مولوی زید** بھی مدعی الوہیت ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ سود کی ممانعت کی اصل وجہ ہمدردی پر مبنی ہے۔ یہہ فقرہ **مولوی زید** کا اپنی من گھڑت ہے کسی جگہ اللہ تعالےٰ نے اور اوسکے رسول نے یہہ وجہ تحریر نہیں فرمائی بلکہ مطلقاً فرما دیا ہے۔ **احل اللہ البیع وحرم الربوا**۔ **الربوا** کا الف لام جنسی ہے جو قلیل وکثیر سود پر حاوی ہے۔ اور **اضعافًا مضاعفہ** مثالاً ظاہر فرمایا ہے جو الربوا میں پہلے ہی حل تھا۔ اور قربانی کے عوض حجاز ریلوی کو چندہ دینا۔ اس آیۃ کے برخلاف ہے۔ **ولکل امۃٍ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام** پ ۱۷ ع ۱۲۔ اور عیسائیوں کی کتابوں کا اہل اسلام میں رواج دینا اور اونکو نادر ومفید اسلامی تالیفات تبلانا اور اس امر کا اظہار نہ کرنا کہ اوس دشمن اسلام نے قرآن شریف اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بیجا حملے کئے ہیں مسلمانوں کا ایمان اور ربوبیت روحانی کا تباہ کرنا ہے لہذا حسب آیات صدر مولوی زید کو اس الوہیت اور ربوبیت سے توبہ لازم وفرض ہے ورنہ جو کچھ سزائے مدعی الوہیت کی ہے وہ اوسکو عنقریب بھگتنی ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ۔ واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔ حررہ **ابو محمد یحیی فقیر** حشمتی العثمانی عفی اللہ عنہ واعظ دہلوی مؤلف رسالہ ھو معلم المسلمین

(مہر) ابو محمد یحیی فقیر حشمتی العثمانی ۱۳۱۸

زید کو اس بات سے تائب ہونا چاہئے ورنہ چند دن باقی ہیں۔ خاکسار محمد یحیی عفی عنہ

محمد جناد داد سند یافتہ مدرسہ مولوی عبد الرب صاحب مرحوم

الجواب صحیح

وصیت

(۱) میں مسمی محمد الدین ولد عزیز الدین قوم قریشی سکنہ گجو چک ضلع تحصیل گوجرانوالہ۔ پنجاب۔ حال وارد موضع چھوریکے۱۲ تحصیل خانقاہ ڈوگراں صاحبان ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ دوم ماہ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں اور انکا مرید اور پیرو ہوں اور میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیت کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اسمیں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا آپکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق شائع ہوئی۔ یا آئندہ شائع ہونگی۔ یاان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات ضوابط قواعد مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔ (۴) میری جائداد مشترکہ میں سے میرا حصّہ مبلغ ۔/۲۰۰ روپیہ ہے۔ اور اسپر میرا مالکانہ قبضہ ہے اور یہ جائداد زیور مویشی وغیرہ ہے میری ملکیت میں زمین نہیں ہے۔ میں آجکی تاریخ سے اس جائداد کے ۱/۸ حصّہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھ دیتا ہوں۔ کہ میری یہ جائداد جو اسوقت قیمتی مبلغ ۔/۲۰۰ روپیہ ہے۔ اور یہ حصّہ میں نے آٹھواں حصّہ مبلغ ۲۵ ہوتا ہے۔ اس حصّہ مذکورہ کے متعلق میرا یہ اقرار ہے کہ اسکی میں اپنی زندگی میں ہی ادا کر دونگا ... چار ماہ تک ہی صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اسکی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کر دونگا۔ انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ اشاعت اسلام میں یا جہاں مناسب سمجھیں۔ اسکو خرچ کرلیں۔ اب میری آمدنی جو اسوقت مبلغ ۴ ہے۔ اور اسکا ۱/۶ حصّہ جو کہ ۸/ ہوتا ہے وہ بھی دو آنہ چندہ مدرسہ اور لنگر خانہ کا علیحدہ کرکے باقی چار آنہ انجمن مذکورہ کیخدمت میں ماہوار بھیجتا رہونگا اسکو بھی انجمن اپنے اغراض میں صرف کرلے۔ اور آئندہ اگر جائداد وصیت کردہ کی قیمت بڑھ گئی تو اسکی مالک بھی انجمن ہے اور اگر میری آمدنی آئندہ موجودہ آمدنی سے بڑھ جاویگی۔ تو اسکا وصیت کردہ حصہ بھی میں اسطرح بڑہاتا جاؤں گا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آجکی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مذکورہ متروکہ ثابت ہووے۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ ۴ میں کیا ہے اور میری آمدنی کی طرح اسکے بیٹے متروکہ کے ... حصّہ کی مستحق ہوگی میری وصیت ہر ... حصّہ کی نہ ہوگی۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش کو ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شائع ہو چکی ہیں۔ یا آئندہ شائع ہونگی۔ دار الامان میں پہنچا دے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم وپنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں ہے۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکور کے حوالہ کر دونگا جسکا اعلان انجمن مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں علیحدہ نہ کرسکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم اداکردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جائداد جسمیں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھیں گے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اگر حالات آئندہ کے تحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت ہے۔ جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانیکی کوشش کیجاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت دیں۔ میری لاش کہیں اور جگہ دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔ (۹) یہ کہ اگر فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے اونکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن کو ہوگا۔ فقط۔

العبد محمد الدین ولد عزیز الدین قریشی سکنہ چھوریکے ۱۲ تحصیل خانقاہ ڈوگراں (نشان انگوٹھا)

گواہ شد شید محمد جٹ کالو آباد کار چھوریکے ۱۲ (نشان انگوٹھا)

گواہ شد بہاگے ولد حکم جٹ کاہلو سکنہ ۱۲ (نشان انگوٹھا)

گواہ شد ابراہیم ولد کالو جٹ سکنہ ۱۲ (نشان انگوٹھا)

گواہ شد چودھری گل محمد ولد تہانا جٹ کاہلو سکنہ ۱۲ (نشان انگوٹھا)

رمضان شریف اور مفرّح عنبری

رمضان شریف کے تشریف لانے سے قدرتاً یہہ سوال پیدا ہو گیا ہے
کہ روزہ دار مفرح عنبری کس طرح اور کس وقت استعمال فرماوین گے۔
لہذا عام اطلاع کی غرض سے شایع کیا جاتا ہے۔
کہ روزہ دار لوگ اگر کسی اور چیز کے بجا مفرح عنبری سے ہی روزہ
افطار کرین۔ اور اوپر پاؤ بھر دودھ پی لیا کرین۔ تو بہ نسبت اور دنون کی
انہین بفضلہ بہت زیادہ مفید ہوگی بہر حال روزہ دار لوگ افطاری
اور سحری کے وقت شوق سے استعمال فرما سکتے ہین۔
اندنون مین خصوصاً اس لئے اور بھی زیادہ مفید ہے
کہ عام پرہیز کا موقع ان مین خصوصیت کے ساتھ میسّر
آسکتا ہے۔

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرّح عنبری کارخانہ رفیق الصحت لاہور

متوجہ کیا۔ جن میں سے اہم ترین یہ ہے کہ قادیان میں دو مرتبہ ڈاک تقسیم ہوا کرے اور دو دفعہ جایا کرے۔ صاحب موصوف نے وعدہ فرمایا کہ وہ جسقدر جلد ممکن ہوگا اس امر کا انتظام کرینگے۔ قادیان کے ڈاکخانہ کی یہ ترقی صاحب موصوف کے ہاتھوں پبلک کی خاص شکرگذاری کا موجب ہوگی۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ سالانہ

مقررہ تاریخ پر یعنے ۲۷-اکتوبر کو جناب انسپکٹر صاحب نے اپنے اسسٹنٹ اور انکے دو نائبوں کے ساتھ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا معائنہ کیا۔ صاحب موصوف مع اپنے ماتحتوں کے مدرسہ کی عام حالت۔ اور ترقی کو دیکھ کر از بس محظوظ ہوئے + جس پہلو سے دیکھتے تھے خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ صاحب ممدوح کی مفصل رائے آئندہ شائع کی جائیگی۔ انسپکٹر صاحب کو مدرسہ کی جدید عمارت کا نقشہ بھی دکھایا گیا جسے دیکھکر انہیں بہت مسرت ہوئی۔

افریقہ سے ایک طالب علم آتا ہے

برادرم منشی رحمت اللہ صاحب وٹرنری اسسٹنٹ برٹش ایسٹ افریقہ سے اپنے بچہ کو تعلیم الاسلام سکول میں داخل کرنے کے لئے بھیجتے ہیں انہوں نے ایڈیٹر الحکم سے چاہا ہے کہ وہ انکے بچہ کو بمبئی سے قادیان پہونچاوے۔ منشی صاحب موصوف کا یہہ نیک ارادہ ہر طرح قابل قدر اور واجب العمل ہے اسلئے میں اس پہلو سے انکو مدد دینا اپنا قومی فرض سمجھتا ہوں اور بڑی خوشی کے ساتھ اس عزیز بچہ کو انشاء اللہ قادیان پہنچانے کی سعی کرونگا جسے وہ بزرگان ملت کی نگرانی میں رکھنے کو اپنی نگرانی سے ہزار درجہ بہتر اور مبارک سمجھتے ہیں اللہ تعالےٰ انکے پاک ارادوں میں انہیں کامیاب کرے۔ آمین۔

خوشی اور غم کا توام ہفتہ

یہہ ہفتہ ہمارے لئے خوشی اور غم کا توام ہفتہ کہنا چاہیئے۔ اسلئے کہ جہاں حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناسازی طبع نے خدام کو فکر سے پریشان کیا وہاں اللہ تعالےٰ نے آپ کی **درازی عمر** کی بشارت سنائی۔ اس لحاظ سے غم اور خوشی کا توام ہفتہ ہوا۔ پھر اس ہفتہ میں جہاں ایک نہایت ہی **مخلص** وفادار اور ارادتمند مہاجر میاں **صاحب نور** برادر بزرگ میاں احمد نور کابلی ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۳۰ شعبان ۱۳۲۴ ہجری کو ۱۱ بجے کے قریب یکایک انتقال کرنے کا صدمہ ہوا۔ اور یہہ خیال کرکے کہ مرحوم ابھی ایک **نوجوان** تھا اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا اسکے انتقال سے یتیم اور اسکی نوجوان بیوی بیوہ ہوگئی دل پر صدمہ ہوتا تھا۔ وہاں اللہ تعالےٰ کے نشان ہائے عجیب اور اس کی فوق الفوق قدرتوں کو دیکھ کر خوشی بھی ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے میاں صاحب نور کو آیات اللہ کے ضمن میں داخل کر دیا کیونکہ اسکی وفات الہامی پیشگوئیوں کے موافق وقوع پر آئی۔ ایک انمیں سے یہ ہے **ایک دم میں دم رخصت ہوا**۔ اور ایک الہام یہہ تھا **پیٹ پھٹ گیا**۔ ایک اور پیشگوئی **موت تیراں ماہ حال کو** کے متعلق معزز ہمعصر بدر بیان کرتا ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ سرعت الہام کے سبب بعض دفعہ ٹھیک الفاظ یاد نہیں رہتے اسواسطے تیراں کا لفظ تھا یا تیئس کا یا بیس کا۔ اور صاحب نور کی وفات کے دن ۳۰ شعبان تھی۔ اسطرح پر یہہ تین پیشگوئیاں صاحب نور کی وفات سے پوری ہوئیں موت سے تو چارہ ہے ہی نہیں انک میت و انہم میتون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے موجود ہے تو پھر اور کون ہے جو زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کا نشان جس موت سے ظاہر ہو اور وہ **موت** رحمت اور برکات کا موجب متوفی کیلئے ہو وہ بہر حال مبارک ہے میاں صاحب نور کو اسی **بہشتی مقبرہ** میں دفن کیا گیا۔ اور اس طرح پر یہہ واقعہ بھی رنج اور خوشی کا توام واقعہ ہے۔ مرحوم قرآن شریف کا بڑا عاشق تھا۔ اب حفظ کر رہا تھا پانچ سپارے حفظ کر چکا تھا بڑے صدق دل سے ہجرت کرکے چار سال ہوئے اپنے کنبہ سمیت قادیان آ گیا تھا۔ موت کے دن صبح کو بھلا چنگا تھا کہ یکایک درد شکم ہوا۔ اور پیٹ کے اندر جو رسولی تھی (اسکا علاج کرتا رہتا تھا فائدہ نہیں ہوا تھا) دفعتہً پھٹ گئی اسنے پکارا کہ پیٹ پھٹ گیا اور دم میں دم رخصت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسکے بعد ۲۷-اکتوبر کی صبح کو ایک اور حادثہ پیش آیا۔ جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے **دردناک حادثہ** ہے اور اپنے وقوع کی حیثیت سے خدا تعالےٰ کا ایک نشان ہے۔ یہہ دردناک حادثہ ہمارے محترم مخدوم جناب نواب محمد علیخاں صاحب رئیس مالیرکوٹلہ مقیم قادیان کی بیگم صاحبہ غفر اللہ لہما کی وفات کا واقعہ ہے۔ بیگم صاحبہ کچھ عرصہ سے بیمار چلی آتی تھیں۔ نواب صاحب نے انکے علاج میں جہانتک ممکن تھا سعی کی مگر وعدہ الٰہی۔

لا تطیش سہام المنایا

(موت کے تیر نہیں رکتے)

کیونکر ٹل سکتا تھا۔ ابھی بیگم صاحبہ بیمار نہ ہوئی تھیں کہ حضرت اقدس نے ایک رؤیا دیکھی تھی اور اسکے ساتھ ایک الہام بھی تھا۔ جو الحکم مورخہ ۲۴-فروری ۱۹۰۶ء میں یوں درج ہے۔

دردناک دکھ اور دردناک واقعہ۔ پھر رؤیا میں دیکھا کوئی خادمہ عورت جو ہمارے تعلق والوں میں سے کسی گھر کی ہے کہتی ہے کہ میری بیوی یکایک مرگئی یہ سنکر میں اٹھا ہوں کہ اپنے گھر میں جاکر اس الہام کے پورا ہونے کی خبر دوں کہ بیدار ہوگیا۔

اسوقت حضرت حجۃ اللہ نے بعض کو اسکے مصداق سے اطلاع بھی دیدی تھی۔ خدا کی قدرت اور شان عجیب ہے کہ آخر بیگم صاحبہ بیمار ہوئیں اور انکی حالت دن بدن بگڑتی گئی اور کبھی سنبھلتی رہی اور ۲۷-اکتوبر کی صبح کو وہ وقت آگیا جسکی خبر قبل از وقت دی جا چکی تھی۔ حضرت حجۃ اللہ نے مرحومہ کا جنازہ پڑھا۔ اور دیر تک دعا فرماتے رہے نواب صاحب کو مناسب موقع تلقین فرماتے رہے اور پھر جب تک مرحومہ کو دفن نہ کر دیا گیا آپ باغ میں تشریف فرما رہے۔ مرحومہ کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی حاجت نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا کہ وہ بڑی **عفیفہ پارسا اور اپنے شوہر کی پوری اطاعت کرنے والی تھیں** یہی خوبیاں ہیں جو ایک عورت کے لئے باعث نیکنامی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے فعل اور فضل نے شہادت دیدی کہ مرحومہ کا جنازہ اسکے مرسل نے پڑھا اور اسے اس قبرستان میں جگہ ملی جسکے لئے خدا کا وعدہ ہے انزل فیہا کل رحمۃ مرحومہ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی [illegible]ں باقیات الصالحات کا کام مگر اس کی نیکیا[illegible] انکے واجب الاحترام شوہر دینگی۔ اور کیا عجب [illegible] کو ثواب پہونچانے کے نواب صاحب مرحوم[illegible] کے طور پر کر دیں۔ لئے کوئی کام صدقہ جا[illegible]گار ہو اور ثواب کا جو مرحومہ کی یادگار کی یاد [illegible] مرحومہ پر پہنچتا ثواب۔ بہرحال اللہ تعالےٰ [illegible]ر رحمت اپنے فضل کرے اور اسے اپنے [illegible] پر اٹھائے جگہ دے۔ اور اپنی رضا کے [illegible] اور پس ماندگان کو صبر جمیل۔ آمین۔ [illegible]گوئی پس مرحومہ کے مرنے سے بھی چونکہ ایک [illegible] پوری ہوئی۔ اور مرحومہ کا انجام نیک ہوا۔ اسلئے یہ واقعہ بھی خوشی و غم کا توام واقعہ ہے۔

حقیقۃ الوحی کے خریداروں کو اطلاع

اگرچہ حقیقۃ الوحی چھپ چکی ہے جیسا کہ دوسری جگہ لکھا گیا ہے۔ اس کی جزو بندی وغیرہ بھی ہو رہی ہے لیکن ابھی اسکے متعلق چھپوائی کا کام کچھ باقی رہ گیا ہے جسکے لئے بڑی سرعت سے انتظام کیا جا رہا ہے اور اس وجہ سے اسکی اشاعت میں ابھی توقف اور تعویق ہو رہی ہے۔ چونکہ فرداً فرداً تمام احباب کو جواب دینا مشکل ہے اسلئے عام طور پر بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ ابھی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ جسوقت شائع ہوگی۔ سلسلہ وار خریداران کو بھیجدی جاویگی۔ یہہ بھی ممکن ہے کہ مزید اخراجات کیوجہ سے قیمت میں بھی اضافہ ہو جاوے۔ یہہ امر ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ چونکہ درخواستیں کثرت سے آ رہی ہیں اور کتاب صرف ایک ہزار طبع ہوئی ہے اسلئے درخواستیں بھیجنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ تاکہ جسوقت کتاب شائع ہووے فوراً روانہ ہو سکے۔ ورنہ اگر تعداد مطلوبہ پوری ہو گئی تو پھر مشتاق ناظرین کو کسی اور اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں۔ جو مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہیئیں۔

ایڈیٹر الحکم

لیکچر لودہانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہانتک ہدایت اور تاکید ہے۔ کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو۔ اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں وہ تمیز جس سے خودی اور خودغرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔ یہہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔ پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلہ کی مسجد میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں۔ اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں۔ ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حقوق کے دو ہی حصے رکھے ہیں ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد۔ اس پر بہت کچھہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا۔ یعنے اللہ تعالےٰ کو یاد کرو جسطرح تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اسجگہ دو رمز ہیں ایک تو ذکر اللہ کو ذکر اباء سے مشابہت دی ہے اسمیں یہ سر ہے کہ اباء کی محبت ذاتی اور فطری محبت ہوتی ہے۔ دیکھو بچہ کو جب ماں مارتی ہے وہ اسوقت بھی ماں ماں ہی پکارتا ہے گویا اس آیت میں اللہ تعالےٰ انسان کو ایسی تعلیم دیتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ سے فطری محبت کا تعلق پیدا کرے اس محبت کے بعد اطاعت امر اللہ کی خود بخود پیدا ہوتی ہے یہی وہ اصلی مقام معرفت کا ہے جہاں انسان کو پہونچنا چاہیئے یعنے اس میں اللہ تعالےٰ کے لئے فطری اور ذاتی محبت پیدا ہو جاوے ایک اور مقام پہ یوں فرمایا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ۔

اس آیت میں ان تین مدارج کا ذکر کیا ہے جو انسان کو حاصل کرنے چاہئیں۔ پہلا مرتبہ عدل کا ہے۔ اور عدل یہ ہے کہ انسان کسی سے کوئی نیکی کرے بشرط معاوضہ۔ اور یہہ ظاہر بات ہے کہ ایسی نیکی کوئی اعلےٰ درجہ کی بات نہیں۔ بلکہ سب سے ادنےٰ درجہ یہہ ہے۔ کہ عدل کرو۔ اور اگر اس پر ترقی کرو تو پھر وہ احسان کا درجہ ہے یعنے بلاعوض سلوک کرو۔ لیکن یہ امر کہ جو بدی کرتا ہے اس سے نیکی کی جاوے کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے دوسری پھیر دی جاوے یہہ صحیح نہیں یا یہ کہو کہ عام طور پر یہہ تعلیم عمل درآمد میں نہیں آسکتی چنانچہ سعدی کہتا ہے۔

نکوئی با بداں کردن چنان است
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

اسلئے اسلام میں انتقامی حدود میں جو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے کوئی دوسرا مذہب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا اور وہ یہ ہے۔

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا ومن عفی واصلح الایۃ

یعنے بدی کی سزا اوسیقدر بدی ہے اور جو کوئی معاف کردے مگر ایسے محل اور مقام پر کہ وہ عفو اصلاح کا موجب ہو۔ اسلام نے عفو خطا کی تعلیم دی لیکن یہہ نہیں کہ اس سے شر بڑھے۔

غرض

عدل کے بعد دوسرا درجہ احسان کا ہے یعنی بغیر کسی معاوضہ کے سلوک کیا جاوے۔ لیکن اس سلوک میں بھی ایک قسم کی خودغرضی ہوتی ہے کسی نہ کسی وقت انسان اس احسان یا نیکی کو جتا دیتا ہے اسلئے اس سے بھی بڑھ کر ایک تعلیم دی اور وہ

ایتاء ذی القربےٰ

کا درجہ ہے۔ ماں جو اپنے بچہ کے ساتھہ سلوک کرتی ہے وہ اس سے کسی معاوضہ اور انعام واکرام کی خواہشمند نہیں ہوتی۔ وہ اس کے ساتھہ جو نیکی کرتی ہے محض طبعی محبت سے کرتی ہے۔ اگر بادشاہ اس کو حکم دے کہ تو اسکو دودھ مت دے اور اگر یہ تیری غفلت سے مر بھی جاوے تو تجھے کوئی سزا نہیں دیجاویگی بلکہ انعام دیا جاویگا۔ اس صورت میں وہ بادشاہ کا حکم ماننے کو طیار نہوگی۔ بلکہ اسکو گالیاں دیگی کہ یہہ میری اولاد کا دشمن ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ ذاتی محبت سے کر رہی ہے اسکی کوئی غرض درمیان نہیں یہہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اور یہ آیت حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں پر حاوی ہے۔ حقوق اللہ کے پہلے کے لحاظ سے اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ انصاف کی رعایت سے اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور عبادت کرو۔ جسنے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے۔ اور جو اطاعت الٰہی میں اس مقام سے ترقی کرے تو احسان کی پابندی سے اطاعت کر۔ کیونکہ وہ محسن ہے اور اسکے احسانات کو کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ اور چونکہ محسن کے شمایل اور خصایل کو مدنظر رکھنے سے اسکے احسان تازہ رہتے ہیں اسلئے احسان کا مفہوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے۔ کہ ایسے طور پر اللہ تعالےٰ کی عبادت کرے گویا دیکھہ رہا ہے یا کم از کم یہہ کہ اللہ تعالےٰ اسے دیکھہ رہا ہے۔ اس مقام تک انسان میں ایک حجاب رہتا ہے لیکن اسکے بعد جو تیسرا درجہ ہے ایتاء ذی القربیٰ کا یعنے اللہ تعالےٰ سے اسے ذاتی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور حقوق العباد کے پہلے سے میں اسکے معنی پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اور یہہ بھی مینے بیان کیا ہے۔ کہ یہہ تعلیم جو قرآن شریف نے دی ہے کسی اور کتاب نے نہیں دی۔ اور ایسی کامل ہے کہ کوئی نظیر اسکی پیش نہیں کر سکتا۔ یعنے

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا الایۃ

اس میں عفو کے لئے یہہ شرط رکھی ہے کہ اس میں اصلاح ہو یہودیوں کے مذہب نے تو یہہ کیا تھا کہ آنکھہ کے بدلے آنکھہ اور دانت کے بدلے دانت الاخرہ۔ انمیں انتقامی قوت اسقدر بڑھ گئی تھی اور یہاں یہہ عادت انکی پختہ ہو گئی تھی کہ اگر باپ نے بدلہ نہیں لیا تو بیٹے اور اسکے پوتے تک کے فرائض میں یہ امر ہوتا تھا کہ وہ بدلہ لے۔ اسوجہ سے انمیں کینہ توزی کی عادت بڑھ گئی تھی۔ اور وہ بہت سنگدل اور بیدرد ہو چکے تھے۔ عیسائیوں نے اس تعلیم کے مقابل یہہ تعلیم دی کہ ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دو۔ ایک کوس بیگار لے جاوے تو دو کوس چلے جاؤ وغیرہ۔ اس تعلیم میں جو نقص ہے وہ ظاہر ہے کہ اسپر عملدرآمد ہی نہیں ہو سکتا۔ اور عیسائی گورنمنٹوں نے عملی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ یہ تعلیم ناقص ہے کیا یہ کسی عیسائی کی جرأت ہو سکتی ہے کہ کوئی خبیث طمانچہ مار کر دانت نکال دے تو وہ دوسری گال پھیر دے لیکن اب دوسرا دانت بھی نکال دو۔ وہ خبیث تو اور بھی دلیر ہو جاویگا۔ اور اس سے امن عامہ میں خلل واقع ہوگا۔ پھر کیونکر ہم تسلیم کریں کہ یہہ تعلیم عمدہ ہے۔ یا خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو سکتی ہے؟ اگر اسپر عمل ہو تو کسی ملک کا بھی انتظام نہ ہو سکے ایک ملک ایک دشمن چھین لے تو دوسرا خود حوالہ کرنا پڑے۔ ایک افسر گرفتار ہو جاوے تو دس اور دیدیئے جاویں۔ یہہ نقص ہیں جو ان تعلیموں میں ہیں۔ اور یہ صحیح نہیں۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ یہہ احکام بطور قانون مختص الزمان تھے۔ جب وہ زمانہ گذر گیا دوسرے لوگوں کے حسب حال وہ تعلیم نرہی۔ یہودیوں کا وہ زمانہ تھا کہ وہ چارسو برس تک غلامی میں رہے اور اس غلامی کی زندگی کی وجہ سے انمیں قساوت قلبی بڑھ گئی اور وہ کینہ کش ہو گئے۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس بادشاہ کے زمانہ میں کوئی ہوتا ہے اسکے اخلاق بھی اسی قسم کے ہو جاتے ہیں۔ سکھوں کے زمانہ میں اکثر لوگ ڈاکو ہو گئے تھے انگریزوں کے زمانہ میں تہذیب اور تعلیم پھیلتی جاتی ہے اور ہر شخص اسطرف کوشش کر رہا ہے۔ غرض بنی اسرائیل نے فرعون کی ماتحتی کی تھی اسی وجہ سے انمیں ظلم بڑھ گیا تھا اسلئے توریت کے زمانہ میں عدل کی ضرورت مقدم تھی کیونکہ وہ لوگ اس سے بےخبر تھے اور جابرانہ عادت رکھتے تھے اور انہوں نے یقین کر لیا تھا کہ دانت کے بدلے دانت کا توڑنا ضروری ہے۔ اور یہ ہمارا فرض ہے اسوجہ سے اللہ تعالےٰ نے انکو سکھایا کہ عدل تک ہی بات نہیں رہتی بلکہ احسان بھی ضروری ہے۔

اس سبب سے مسیح کے ذریعہ انہیں یہ تعلیم دی گئی کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دو۔ اور جب اسی پر سارا زور دیا گیا تو آخر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس تعلیم کو اصل نقطہ پر پہونچا دیا۔ اور وہ یہی تعلیم تھی کہ بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص معاف کر دے اور معاف کرنے سے اصلاح ہوتی ہو اسکے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور اجر ہے عفو کی تعلیم دی ہے مگر ساتھہ قید لگائی کہ اصلاح ہو بے محل عفو نقصان پہونچاتا ہے۔ پس اس مقام پر غور کرنا چاہیئے کہ جب توقع اصلاح کی ہو تو عفو ہی کرنا چاہیئے۔ جیسے دو خدمتگار ہوں ایک بڑا شریعۃ الاصل اور فرمانبردار اور خیرخواہ ہو۔

لیکن اتفاقاً اس سے کوئی غلطی ہو جاوے - اس موقع پر اسکو معاف کرنا ہی مناسب ہو۔ اگر سزا دی جاوے - تو ٹھیک نہیں - لیکن ایک بدمعاش اور شریر ہے ہر روز نقصان کرتا ہے اور شرارت سے باز نہیں آتا اگر اسے چھوڑ دیا جاوے تو وہ اور بھی بیباک ہو جائیگا - اسکو سزا ہی دینی چاہئے - غرض اسطرح پر محل اور موقع شناسی سے کام لو - یہہ تعلیم ہے جو اسلام نے دی ہے اور جو کامل تعلیم ہے اسکے بعد اور کوئی نئی تعلیم یا شریعت نہیں آسکتی - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہو سکتی جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کرکے دکھایا اور جو کچھہ قرآن شریف میں ہے اسکو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی - جو اسکو چھوڑیگا وہ جہنم میں جاویگا - یہہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے - مگر اسکے ساتھہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے - کہ اس امت کے لئے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کھلا ہے - اور یہ دروازہ گویا قرآن مجید کی سچائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہر وقت تازہ شہادت ہے - اور اس کے لئے خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ ہی میں یہہ دعا سکھائی ہے -

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ

انعمت علیہم کی راہ کے لئے جو دعا سکھائی تو ان میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے حصول کا اشارہ ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو کمال دیا گیا وہ معرفت الٰہی ہی کا کمال تھا - اور یہہ نعمت انکو مکالمات اور مخاطبات سے ملی تھی اسی کے تم بھی خواہاں رہو - پس اس نعمت کے لئے یہہ خیال کرنا کہ قرآن شریف اس دعا کی تو ہدایت کرتا ہے مگر اسکا ثمرہ کچھہ بھی نہیں یا اس امت کے کسی فرد کو بھی یہہ شرف نہیں مل سکتا - اور قیامت تک یہ دروازہ بند ہو گیا ہے - بتاؤ اس سے اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ثابت ہوگی یا کوئی خوبی ثابت ہوگی ؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے وہ اسلام کو بدنام کرتا ہے اور اسنے مغز شریعت کو سمجھا ہی نہیں - اسلام کے مقاصد میں سے تو یہہ امر تھا کہ انسان صرف زبان ہی سے وحدہ لا شریک نہ کہے بلکہ در حقیقت سمجھ لے اور بہشت دوزخ پر یہہ ایمانی ایمان نہ ہو بلکہ فی الحقیقت اسی زندگی میں وہ بہشتی کیفیات پر اطلاع پالے اور ان گناہوں سے جن میں وحشی انسان مبتلا ہیں نجات پالے - یہہ عظیم الشان مقصد اسلام کا تھا اور ہے - اور یہہ ایسا پاک مطہر مقصد ہے کہ کوئی دوسری قوم اسکی نظیر اپنے مذہب میں پیش نہیں کر سکتی اور نہ اس کا نمونہ دکھا سکتی ہے - کہنے کو تو ہر ایک کہ سکتا ہے مگر وہ کون ہے جو دکھا سکتا ہو ؟

میں نے آریوں سے عیسائیوں سے پوچھا ہے کہ وہ خدا جو تم مانتے ہو اسکا کوئی ثبوت پیش کرو - نری زبانی لاف گزاف سے بڑھ کر وہ کچھہ بھی نہیں دکھا سکتے - وہ سچا خدا جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے اس سے یہ لوگ ناواقف ہیں - اسپر اطلاع پانے کیلئے یہی ایک ذریعہ مکالمات کا تھا جس کے سبب سے اسلام دوسرے مذاہب سے ممتاز رہا تھا - مگر افسوس ان مسلمانوں نے میری مخالفت کی وجہ سے اس سے بھی انکار کر دیا -

یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں سے بچنے کی توفیق اسوقت مل سکتی ہے جب انسان پورے طور پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لاوے - یہی بڑا مقصد انسانی زندگی کا ہے کہ گناہ کے پنجہ سے نجات پالے - دیکھو ایک سانپ جو خوشنما معلوم ہوتا ہے بچہ تو اسکو ہاتھہ میں پکڑنے کی خواہش کر سکتا ہے اور ہاتھہ بھی ڈال سکتا ہے لیکن ایک عقلمند جو جانتا ہے کہ سانپ کاٹ کھائیگا اور ہلاک کر دیگا وہ کبھی جرأت نہیں کریگا کہ اسکی طرف لپکے بلکہ اگر معلوم ہو جاوے کہ کسی مکان میں سانپ ہے تو اس میں بھی داخل نہیں ہوگا - ایسا ہی زہر کو جو ہلاک کرنے والی چیز سمجھتا ہے تو اسکے کھانے پر وہ دلیر نہیں ہوگا پس اسی طرح پر جب تک گناہ کو خطرناک زہر یقین نکرے اس سے بچ نہیں سکتا - یہہ یقین معرفت کے بدون پیدا نہیں ہو سکتا - پھر وہ کیا بات ہے کہ انسان گناہوں پر اسقدر دلیر ہو جاتا ہے باوجودیکہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور گناہ کو گناہ بھی سمجھتا ہے - اسکی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ وہ معرفت اور بصیرت نہیں رکھتا جو گناہ سوز فطرت پیدا کرتی ہے - اگر یہ بات پیدا نہیں ہوتی تو پھر اقرار کرنا پڑیگا کہ معاذ اللہ اسلام اپنے اصلی مقصد سے خالی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے یہہ مقصد اسلام ہی کامل طور پر پورا کرتا ہے اور اسکا ایک ہی ذریعہ ہے

مکالمات و مخاطبات الٰہیہ

کیونکہ اسی سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا ہوتا ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ گناہ سے بیزار ہے اور وہ سزا دیتا ہے - گناہ ایک زہر ہے - جو اول صغیرہ سے شروع ہوتا ہے اور پھر کبیرہ ہو جاتا ہے اور انجام کار کفر تک پہونچا دیتا ہے -

میں جملہ معترضہ کے طور کہتا ہوں کہ اپنی اپنی جگہ ہر قوم کو یہہ فکر لگا ہوا ہے کہ ہم گناہ سے پاک ہو جاویں - مثلاً آریہ صاحبان نے تو یہ بات رکھی ہوتی ہے کہ بجز گناہ کی سزا کے اور کوئی صورت پاک ہونے کی ہے ہی نہیں ایک گناہ کے بدلے کئی لاکھہ جونیں ہیں جب تک انسان ان جونوں کو نہ بھگت لے وہ پاک ہی نہیں ہو سکتا - مگر اس میں بڑے مشکلات ہیں سب سے بڑھکر یہ کہ جب کہ تمام مخلوقات گناہ گار ہی ہے تو اس سے نجات کب ہوگی ؟ اور اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ انکے ہاں یہہ امر مسلم ہے کہ نجات یافتہ بھی ایک عرصہ کے بعد مکتی خانہ سے نکال دیئے جاوینگے تو پھر اس نجات سے فائدہ ہی کیا ہوا جب یہ سوال کیا جاوے کہ نجات پانے کے بعد کیوں نکالتے ہو تو بعض کہتے ہیں کہ نکالنے کے لئے ایک گناہ باقی رکھہ لیا جاتا ہے - اب غور کر کے بتاؤ کہ کیا یہ قادر خدا کا کام ہو سکتا ہے ؟ اور پھر جب کہ روح اپنے نفس کا خود خالق ہے خدا تعالیٰ اس کا خالق ہی نہیں (معاذ اللہ) تو اسے حاجت ہی کیا ہے کہ وہ اس کا ماتحت رہے -

دوسرا پہلو عیسائیوں کا ہے انہوں نے گناہ سے پاک ہونے کا ایک پہلو سوچا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا مان لو - اور پھر یقین کر لو کہ یسوع ہمارے گناہ اٹھا لے گیا اور وہ صلیب کے ذریعہ لعنتی ہوا - نعوذ باللہ من ذالک - اب غور کرو کہ حصول نجات کو اس طریق سے کیا تعلق ؟

گناہوں سے بچانے کے لئے ایک اور بڑا گناہ تجویز کیا ؟ کہ انسان کو خدا بنا لیا گیا کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور گناہ ہو سکتا ہے ؟ پہر خدا بنا کر اسے معاً ملعون بھی قرار دیا اس سے بڑھ کر گستاخی اور بے ادبی اللہ تعالیٰ کی کیا ہو گی ؟

ایک کہاتا پیتا ہوا مسیح کا محتاج خدا بنایا گیا حالانکہ توریت میں لکہا تھا کہ دوسرا خدا نہ ہو نہ آسمان پہ نہ زمین پر - پہر دروازوں اور چوکھٹوں پر یہہ تعلیم لکھی گئی تھی - اسکو چھوڑ کر یہہ نیا خدا تراشا گیا - جسکا کچھہ بھی پتہ توریت میں نہیں ملتا - میں نے فاضل یہودی سے پوچھا ہے کہ کیا تمہارے ہاں ایسے خدا کا پتہ ہے جو مریم کے پیٹ سے نکلے اور وہ یہودیوں کے ہاتھوں سے ماریں کھاتا پھرے - اسپر یہودی علماء نے مجھے یہی جواب دیا کہ یہ محض افترا ہے توریت میں کسی ایسے خدا کا پتہ نہیں ملتا - ہمارا وہ خدا ہے جو قرآن شریف کا خدا ہے - یعنی جس طرح پر قرآن مجید نے خدا تعالیٰ کی وحدت کی اطلاع دی ہے اسی طرح پر ہم توریت کے رو سے خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لا شریک مانتے ہیں اور کسی انسان کو خدا نہیں مان سکتے - اور یہ تو موٹی بات ہے اگر یہودیوں کے ہاں کسی ایسے خدا کی خبر دیگئی ہوتی جو عورت کے پیٹ سے پیدا ہونیوالا تھا تو وہ حضرت مسیح کی ایسی سخت مخالفت ہی کیوں کرتے یہانتک کہ انہوں نے اسکو صلیب پر چڑھوا دیا - اور انپر کفر کہنے کا الزام لگاتے تھے - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس امر کو ماننے کیلئے قطعاً طیار نہ تھے -

غرض

عیسائیوں نے گناہ کے دور کرنے کا جو علاج تجویز کیا ہے وہ ایسا علاج ہے جو بجائے خود گناہ کو پیدا کرتا ہے اور اسکو گناہ سے نجات پانے کے ساتھہ کوئی تعلق ہی نہیں ہے -

(باقی آئندہ)

سرپرستانِ الحکم یہہ سنکر بہت ہی خوش ہونگے کہ انکے اپنے اخبار کے چھاپنے کیلئے فی الحال ایک مشین کے منگوانے کا بفضلہٖ تعالیٰ مصمم ارادہ کرلیا گیا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک (منتظم)

نیست ثابت منزل آسان

خدا کا شکر ہے کہ میں کسی وقت اور کسی حال میں امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام سے ایک سکنڈ کے لئے بھی بدظن نہ ہوا گو بیچ بیچ آپ ہی کے بعض اقوال سے میری طبیعت کو بہت سے آثار چڑھاو پیش آتے گئے مگر چونکہ حسن ظن اول روز سے میرے ساتھ تھا آج وہی میرا رفیق طریق میرے کام آیا جس نے مجھکو تمام مشکلات سے صحیح وسالم نکالکر اس منزل تک پہونچا دیا جسکا یقین کامل ہے ورنہ کیا معلوم رد و انکار کے ہاتھوں میں پڑکر پھر مجھکو توفیق رجوع ملتی یا نہ ملتی اللھم ثبت قدمی علیہ یہ محض احسان الٰہی تھا ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا جہاں اچھے اچھے چلتے پرزوں کے قدم امام وقت کی شناخت میں ٹھوکر کہا جائیں تو میں بیچارہ کس شمار و قطار میں ہوں ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میرے حسن ظن کی ابتداء آپکی ایک پر زور تحریر سے ہوئی جس میں منکران اسلام کو قبول اسلام کی شرط پر آسمانی نشانات دکھلانے کا بڑی شد و مد سے دعوی کیا گیا تھا چونکہ یہ ایک عظیم الشان دعوی تھا اب میں نہیں کہہ سکتا کہ اس بلند آواز پر کہاں تک آپکی عظمت میرے دل میں بیٹھ گئی اور کس حد تک میری نگاہوں نے اس مرد میدان کو چن لیا ابھی مجھکو آپ کے منصب سے آگاہی نہ تھی کہ آپ کے مسیح موعود ہونے کی شہرت پھیلی اب کسی جوشیلے کی رگ تعصب پھڑکی ہو تو پھڑکی ہو یہاں تو حسن ظن کا دخل تہا دل ہی دل میں یوں فیصلہ کر لیا کہ سنی سنائی کا کیا اعتبار اور پھر ایسی خلاف قیاس بات ہو نہو یہ کسی مفسد کا شگوفہ چھوڑا ہوا ہے جب خود حضور اقدس کے قلم سے اسکی تصدیق ہوگئی پوری کیفیت تو معلوم نہیں بڑی تشویش ہوئی کہ اب کیا کیا جائے ہر چند طبیعت قبول نکرتی تہی کیونکہ دماغ میں تو آسمانی عیسیٰ کے خیالات گھر کئے بیٹھے تھے مگر آپ کا اقتدار کچھ کچھ امید دلاتا تہا کہ نہیں محض بے وجود بات نہیں کچھ نہ کچھ وجود ضرور رکہتی ہے گو کسی معنی سے ہو ورنہ ایسے خدا رسیدہ سے اور ایسا وحشتناک خیال۔ نہیں نہیں کچھ بھید اہیں ضرور ہے کیوں بزرگوار ہو پہلے تو اس بات پر کچھ التفات نہ کیا گیا کیونکہ بے سند تہی ابتدا کی سند منگنی فرمائی

بادی النظر میں قیاس کیا کہتا ہے کہ دعوی نبوت کی بو آتی ہے یا نہیں ضرور آتی ہے تو کیا اب بھی لب کشائی کا موقع نہ تھا پھر آخر خیالات فاسدہ سے مجھکو کس نے باز رکہا یہ حسن ظن کی ہی خوبی تہی یا کسی اور کی مگر ضدی لوگ اسکو کیوں مانیں گے آخر وہ بھی تو منہ میں زبان رکھتے ہیں کہدینگے۔ کہ مرزا صاحب کی محبت نے اندھا کر دیا اچھا یونہیں سہی ہٹ دہرمی کا تو کچھ علاج ہی نہیں خیر اب دل کو ٹٹول لگی کہ ذرا تفتیش تو کیجئے۔ معاملہ کیا ہے اس سے پہلے کہ مولویانہ صدائیں کان میں آئیں خوش قسمتی سے دو کتابیں ہاتھ آگئیں ایک انوار الاسلام حضور علیہ السلام دوسری تحذیر المومنین حضرت مولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہی۔ اللہ اللہ کتابیں کیا گویا ایک انقلاب عظیم کا نقشہ سامنے آگیا جتنا پرانا ذخیرہ دماغ میں جمع تھا الٹا نظر آنے لگا اور خیالات میں ایسی گڑبڑ مچی کہ میں کبھی زمین پر کبھی آسمان پر بالکل مبہوت سا ہو گیا مہینوں انہیں خیالات کی ادھیڑ بن میں ڈوبا رہا آخر غور و فکر کے بعد عقل نے تو ان باتوں کو مان لیا مگر آبائی تقلید کی روک سے طبیعت جھجکتی رہی جس سے میرے رجوع کامل میں تاخیر پڑ گئی۔ آخر رفتہ رفتہ وہ مبارک گھڑی آگئی جو اس خیر و برکت سے حصہ ملنے کے لئے مقدر تھی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ میں ایک بڑے جنگی پیر کے جلال میں گرفتار ہو کر دفعتہً قادیانی مشہور ہو گیا اگرچہ قبلہ حاجات اپنی ذات سے حضور اقدس کے سخت مکفر ہیں اور جلال کیوقت بڑے اصرار سے فرمایا کرتے ہیں "ہم اسکو کافر کہتا ہے ہم اوسکو کافر کہتا ہے" مگر خدا خوش رکہے اور ان کی آنکھیں کہولے میرے حق میں درحقیقت خضر طریقت ہی نکلے نہ آپ میری فضیحت کا اشتہار دیتے نہ یہ سعادت مجھکو نصیب ہوتی ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

پہلے ہی آپ کی دو ایک چوٹیں بچہیر ہو چکیں تھی اب میری قادیانیت کی خبر اڑی تھی کہ ساری بستی آپ ہی بگڑ گئی جو جس کے منہ میں آتا تھا واہی تباہی بکتا تھا اور پیر لنے مداحوں کی تو خوب بن آئی گویا ایک شکار ہاتھ لگا۔ خیر مخدوم مکرم تو اپنی قسمت کے جتنے بارے تھے سمیٹ بٹور کے الگ ہوئے۔ اور اب میری باری آئی اور آسمان سے میرے حصہ کی رسوائیوں کا جسمانی نزول شروع ہوا۔ ہونے والی بات۔ بادجہ دیکھ ایک موقعہ پر مجھ سے

بے تعلقی کی سچی قسم بھی کہلوائی گئی تھی اسپر بھی مصلحۃً میری زبان سے توبہ توبہ اس امام المسلمین کو برملا کافر کہلا لینے کی خیر خواہوں نے تجویز نکالی کاش اگر وہ مجھکو پھر قسم پر آمادہ کرتے تو قسم کہا لینے سے پھر بھی مجھکو کچھ دریغ نہ ہوتا کیونکہ اسوقت تک حضور اقدس سے میرا کچھ تعلق نہ تھا۔ اور اب سنگ آمد و سخت آمد کا مضمون پیش آیا جب میں نے دیکھا کہ اب ہوا بگڑ گئی اور یہ بہولے مومن مجھکو بغیر جہنم رسید کئے نہ مانیں گے پس میں انکی خدمت کی گٹھری سر سے پھینک پھانک چپکا اپنے گھر میں بیٹھ رہا ؎

کیا ملیگا حجت و تکرار سے
اک فرشتے کی کرو تکفیر کر
کل خدا کو اسکا کیا دوگا جواب
بیٹے چھوڑا منبر و محراب کو
اب نہیں رہنے کا اس گلشن میں کام
ہمت اپیل آگئی سر پر بلا

خیر خواہو فائدہ اصرار سے
اے معاذ اللہ اس ہنجار پر
کیا کہو گا سید ابرار سے
باز آیا جبہ و دستار سے
لیجئے بلبل چلی گلزار سے
مجھکو شرمندہ نہ کرنا یار کر

ٹھان لی ہے جی میں راضی اب یہی
کو نکالیں گے بڑی سرکار سے

نام تو نکل ہی چکا تہا اب کیونکر انگلیاں نہ اٹھتیں پیر جی کے پنجے سے تو نکل گیا عزیزوں کے شکنجے سے کیونکر نکل سکتا تھا پٹھان بھائی تو تھے نہیں کہ خاک ڈال کے بیٹھ رہتے بھلا شیخ صاحبان عشرت یافتگان دربار شاہی کی غیرت گدھے پر چڑھائے بغیر کب مان سکتی تھی تہوڑی سے قیل وقال پر غوغائیاں اٹھنے لگیں اور ایک شور قیامت مچگیا۔ یا اللہ کیا آفت آگئی۔ کسی کا طوطی چہکا "ارے میاں وہ تو دس برس کا چھپا قادیانی نکلا" کسی کی بلبل بولی "ابجی قبلہ ایک خط بھی اسکا پکڑا گیا"۔ کوئی یوں طنبور چھیڑ بیٹھا "جس کا کہاتا ہے اس کا گاتا ہے قادیان سے تنخواہ پاتا ہے"۔ کسی بیچارے مصیبت کے مارے نے یوں الغوز ڈھول کا ستے بانسے بالے "علما کی تحقیر کرتا ہے کوئی سید صاحب کے مدینے چوپہنچا ارے لوگو غضب ہو گیا رسول اللہ کو گالیاں دیتا ہے"۔ کسی کہلاڑی نے یوں تڑپ کے پینترا دکھایا "اجی ابتو نماز کا ہی گینڈا بدل دیا"۔ کسی غازی بہادر نے یوں جہاد کی پہریرا لہرایا۔ "اجی کہاں کا جھگڑا خاتمہ ہی کر دو"۔ کسی دیندار نے یوں خانہ خدا کی آبرو بچائی "بس بس اب مسجد میں اس کا کام نہیں"۔ کسی نے حلف پر حلف اٹھایا "واللہ کیا سچی قسم کہائی ہے"۔ کسی پر عرش سے گرما گرم وحی اتر آئی "پھیر و پھیر و نماز میں پھیر و" کسی کے کان میں ابو حنیفہ کی سعی اگر پھونک گئی "ارے نادانو ہی کو چھوڑ لو"۔ ایک جو سب سے الگ تھے اس رنگ میں بھی الگ رہے "او میاں جانے والے مسافر اپنے گاؤں"

میں ڈھنڈورا پیٹ دیا عید گاہ ٹہر کا پگڑی بند عیسائی ہو گیا۔ القصہ جتنے منہ اتنی باتیں خوب خوب میری خوش بوئیں اڑیں اور جہاں تک ہو سکا ان دھوبیوں نے مجھکو خوب دھو دھو کے چاک کیا۔ اور یہیں تک بس نہ کی بلکہ وہ کیمشٹیاں بھی ہوئیں غیروں کو بھی ملایا گیا پردہ نشینوں کو بھی بھڑکایا گیا دو سنتی ہو تو اس مروک کا ناتا رشتہ توڑ دو حصہ بخرا چھوڑ دو آج سے اسکا حقہ پانی بند وہ بھنگی اور سب بھائی بند" آفرین آفرین اے شریفوں کے خاندان۔ اے صدیق اکبر کی اولاد۔ اے محراب و منبر کے وارثو۔ یہ فراستیں تمہیں کس نے سکھائی یہ ترارے تمہیں کس نے بتائے یہ شوخیاں تم کہاں سے لائے یہ انداز تم نے کس کے اڑائے کیا قومی فضیلت نے بھی نہ روکا کیا آبائی روش نے بھی نہ سمجھایا غیور طبیعت نے بھی کچھ نہ کہا طبیب روح بھی کچھ نہ بولی کیا سب راہیں بند ہو گئیں چاروں طرف سے پتھر پڑ گئے افسوس علم تو تمہارے ہاتھوں سے جا چکا اب اس آخری وقت میں حیا نے بھی جواب دیدیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایکہ بودم از فضولیہا نفور
رو دنیا ور دم جو سوئے مہلکات
وائے در راہ سلامت مقتدا
یارب از بحر ایمان ایں خیرگی
چوں جنبہا سیر انداختند
اے سر نخوت جول پر زکیں
کار دیں را گرہمیں ست اہتمام

ابود در آئین من ایں ہیں قصور
فتنہ آمد رفت از دستم نجات
بر سر من ارہ و تیغ و تبر
روشنی دلوم خریدم تیرگی
ٹہری را قادیانی ساختند
قادیانی را بچشم من ببیں
اسلام اے خطبہ خوان اسلام

از جماعت بر تر معلوم شد
با یگانہ مشربی معلوم شد

اب مجھکو کچھ ہنسی سی آتی ہو کہ ابھی ان باتوں کو بہت دن نہ گذرے تھے کہ خود بخود میرے حنفیانی سی توبہ کی رستی ٹوٹ گئی اور میں اسیطرح قادیانی کا قادیانی بنا رہا اور یہ خدا کی شان کہ بسم اللہ انہیں سے ہوئی جو گروہ بھر میں سب سے زیادہ لٹھ تہا ع

خدا کی شان ہے ایسوں کی حالت ایسی ہوتی ہے

اے بہلے مانسو یہ تم نے کیا غضب کیا نہ توبہ کرائی نہ مستقل پڑتالی یونہیں مجھکو مسلمان کر لیا۔ کہدو بھولے بادشاہ لگے کہانے اگلی کہانیں تو رام دوہائی الغرض جوں جوں عزیزوں کے جہگڑے بڑھتے گئے میری معلومات ترقی پکڑتی گئی یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ میں نے دوران تحقیقات میں کس اسلوب سے کام لیا ہے میں دونوں فریق کا طرفدار بنا اسکی بھی وکالت کی اسکی بھی وکالت کی ادہر سے بھی جرح ادہر سے بھی جرح دونوں کا مترجم دونوں کا مجیب خود ہی مدعی خود ہی مدعا علیہ کبھی فریقین کی کتابوں کا مقابلہ کبھی تصنیفات اکابر کا مطالعہ کبھی نامعلوم بات کو دوسروں کی معلومات سے بیتا

کبھی ہوا ہنکر پڑی راستے میں غیروں کی راہ سے چلایا ہوا ہوں ہے جا بجا ہر قدم پہ ٹھوکر کھا جس بات کا کھوج لگا نا چاہتے تھے سکیں تک پہونچایا جو عقدہ آج تک لا ینحل رہا تھا وہ حل ہو گیا شکر خدا کہ میری محنت ٹھکانے لگی جتنا دل بادل تھا سب کے سب ہو ہو کے پھٹ گیا اور چودھویں کا چاند نکل آیا پس مینے اس خدا کے فرستادہ خدا کی نعمت خدا کی رحمت کو صدق دل سے قبول کر کے بلند آوازوں میں پکار دیا کہ میں احمدی ہوں - احمدی ہوں - احمدی ہوں اور یہ بدبخت سب کے سب منہ دیکھتے رہ گئے خدا انکو توفیق دے حضرات یہ سب میرے حسن ظن کا نتیجہ تھا جو آج میرے خدا نے مجھکو اس آخری زمانے کے مولویانہ فتنے سے بال بال بچا لیا الحمدللہ ثم الحمدللہ -

کیا اب بھی میرے اطمینان میں کچھ کسر رہ گئی کیا اب بھی میری تسلی میں کچھ خامی ہے ہر شخص کہ سکتا ہے کہ نہیں - مگر میں کہوں گا کہ ایسا نہیں بلکہ ابھی کچھ فطرت کی کمزوری باقی ہے -

اچھا یہ قصہ بھی سنئے - باوجود ایسی پاک صاف تحقیقات کے کہ جس میں ذرہ بھر کدورت نہیں پھر بھی کبھی مولوی صاحبان کے ہولناک فتوے میرے دور اندیش دل کو مضمحل کر جاتے تھے جس سے میرے ذوق شوق میں کچھ کچھ افسردگی آجاتی تھی گو میری معلومات ان فتووں کو قبول نہ کرتی تھی مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ دھڑکا ضرور لگا رہتا تھا اور میں کمبخت طبیعت کے علاج پر قادر نہ تھا ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک لمبے چوڑے فتوے نے مجھکو ایسا گھبرا دیا کہ مجھپر آرام حرام ہو گیا پس ایک تدبیر خیال میں آئی میں حضرت مرزا صاحب اور ان مولوی صاحبان دونوں کو اپنی جگہ پر چھوڑ کر محض خدا کا ہو کر خدا کے آگے جھک گیا اور اپنی بنی بگڑی کو بس اسی کے ہاتھ میں دیدیا کہ اے دانائے راز تو سینوں کا حال خوب جانتا ہے میں تجھسے دنیا مانگنے نہیں آیا بلکہ تیری رضامندی کا طالب ہوں اسوقت جو حق و باطل کا جھگڑا درپیش ہے اے قادر توانا میری سب طاقتیں صرف ہو چکیں اور اب میں اندھا ہو گیا - میری نظر کام نہیں کرتی کسکو چھوڑوں کسکو پکڑوں دوراہے پر آکر ٹھٹکا ہوں مجھکو راستہ بتا کدھر کو جاؤں اے دستگیر دستگیری کر ورنہ میں ہلاک ہوا میں نفس کی خواہش سے کسی کی پیروی کر کے جہنمی بننا نہیں چاہتا آج میں اصلاح نفس پر قدرت رکھتا ہوں جب مر گیا اور احکام آخرت مجھپر جاری ہو گئے تو اے کریم و رحیم پھر میں کٹے ہاتھوں سے کیا اس نقصان کی تلافی کر سکونگا صدقہ اپنے اولیا انبیا کا میری نگاہوں کو پردہ اٹھا دے اور جو فریق تیرے نزدیک حق پر ہو مجھکو آنکھوں سے دکھا دے - میری طولانی دعا میں یہ شعر بھی داخل تھا ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

وہ رات تو خالی گئی اور کچھ اجابت کے آثار ظاہر نہ ہوئے جب دوسری شام آئی تو پھر وہی دردمندانہ دعائیں تھیں اور میں تھا میں اس کارساز بندہ نواز کا کس زبان سے شکر ادا کروں - آج اوس سمیع و مجیب نے میرے دردبھرے دل کی فریاد سن لی اور حق و باطل میں قطعی فیصلہ کر دیا ۔ سنئے سنئے مجھکو ایسی طرز کا خواب آیا جس میں حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب کی تھوڑی سی جھلک تھی بھلا ایسی طرز کے خواب دکھائے جانے میں کیا حکمت تھی اسکا اصلی سبب تو خواب دکھانے والا ہی جانتا ہے مگر میرے خیال میں یوں آتا ہے کہ تا میرے دل کو تذبذب کی گنجایش نہ رہے اور اسبات کا پورا اطمینان ہو جائے کہ میرا خواب دخل شیطانی سے بالکل پاک ہے اور دوسرا فائدہ یہ کہ اس کی تعبیر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان سے ملجائے خواب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ایکروز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب میں دیکھا کہ حشر برپا ہے اور آدمی لباس عمدہ اور نیا پہنے ہیں بعضوں کی آستین بازو تک ہے بعضوں کی پہنچوں تک بعضوں کی کم ہے اصحاب رضی اللہ عنہم نے پوچھا اسکی تعبیر کیا ہے ارشاد ہوا کہ پیراہن ایمان ہے جسکی آستین دراز ہے اسکا ایمان زیادہ ہے " یہ تو معلوم ہو چکا کہ لباس عمدہ دنو کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تعبیر فرمائی ہے تو اب میرا خواب سنئے اگر میں نے یہ خواب یا اسکے مقدمات جی سے بنائے ہوں تو خدا مجھکو لعنتیوں کی موت مارے میرا خواب میں اپنی بستی کے اندر تین چار شخصوں کے ہمراہ جنمیں میرے ایک خاندانی عزیز مسمی علیم الدین بھی ہیں ایک کشادہ راستہ پر جا رہا ہوں اور علیم الدین کے بدن پر ایک نفیس نو بافتہ - ریشمی یا اونی دوہری کی چادر ہے میں نے یا کسی اور نے اس خوشنما چادر کو پسند کر کے علیم الدین سے اسکا حال دریافت کیا وہ بولے یہ چادر مینے قادیان سے منگائی ہے قادیان کا نام آنا تھا کہ میرا ذوق تازہ ہو گیا اور میں دل ہی دل میں خوش ہو ہو کہتا ہوں کہ لوگ قادیان سے سودا کرنے لگے اب قادیان کے نام سے نفرت نہ رہیگی پھر یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ قادیان تو چھوٹی سی بستی ہے وہاں بھی یہ کارخانہ جاری ہو گیا اسی کے ضمن میں یعنی کارخانہ کی خوبی میں کچھ اور بھی خیالات آئے جنکو میں صفائی سے بیان نہیں کر سکتا تا کہ عنداللہ مجرم نہ ٹھہروں - عمدہ کپڑے کی تعبیر تو معلوم ہو چکی کہ ایمان ہے پس دوہری چادر سے میں قوت ایمانی مراد لیتا ہوں اور علیم الدین سے میرے نزدیک علم دین کی طرف اشارہ ہے کیونکہ الفاظ سے بھی تعبیر نکالنے کا ایک طریقہ ہے خود حضرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص عقبہ بن رافع کو خواب میں دیکھکر عقبہ کی تعبیر عاقبت اور رافع کی تعبیر رفعت کی ہے - یہ حضرت مرزا صاحب کے حقمیں میرا خواب ہے اب اے ایمان و انصاف کو دوست رکھنے والو تمکو خدا کا واسطہ اور رسول کا واسطہ اور جسکو تم عزیز رکھتے ہو اسکا واسطہ مردانہ گواہی دو اگر یہ خدائی فیصلہ مولوی صاحبان کے حق میں ہوتا تو کیا مجکو حضرت مرزا صاحب کا دامن چھوڑ دینا نہ پڑتا اور اب جو یہ ڈگری حضور اقدس کو ملی ہے تو تمکو رب العرش کی قسم ہے سچ بتاؤ اب میں ان مولویصاحبان کا کسطرح مقلد رہ سکتا ہوں - انصاف ! انصاف !! خدارا انصاف !!! ناظرین ظاہر تو یہ ہلکا سا خواب ہے مگر میری کامیابی پر نظر کر کے میرے دل سے اس کا لطف پوچھئے میری عجیب حالت ہو گئی طبیعت بار بار وجد کرتی تھی اور روح سجدہ کرتی ہوئی خدا کے آگے گرتی تھی دل بھر بھر آتا تھا اور اندر ہی اندر ایک ستھرائی سی محسوس ہوتی تھی اور خیالوں میں خود بخود کچھ ایسا سما گیا کہ آج مجکو اس خدا سے مادر مہربان کی طرح کچھ خصوصیت سی ہو گئی ہے اور میرا دل بالکل یقین سے بھر گیا کہ خدا ہے اب جن مہربانوں نے میرا نام دیوانہ رکھا ہے میری ترقی دیوانگی کی دعا کریں میں آمین کہونگا ؎

گر اے زاہد دعائے خیر میگوئی مرا این گو
کہ این آوارۂ کوئے بتاں آوارہ تر بادا

ناظرین سمجھے ہونگے کہ یہ قصہ ختم ہو چکا نہیں نہیں ابھی میرے دل کو چین کہاں جب مولوی صاحبان کا قدم درمیان سے نکلا تو صوفیوں نے میرے حال پر کرمفرمائی کی اب تازہ خلش یہ پیدا ہوئی کہ اگر اہل قال نے امام وقت کی معرفت میں ٹھوکر کھائی تو کھائی بیچارے معذور تھے بھلا ان اہل حال کی نظر نے کشف حقیقت میں کیوں کوتاہی کی حالانکہ مجھ ایسے ہیچ و پوچ انسان کو ایک سچا خواب آکر امام وقت کی شناخت کرا جائے اور یہ صافی مشرب روشنضمیر نورانی دماغ روحانی آنکھوں والے جو آسمانی برکات کے اول حقدار ہیں اتنی جھلک سے بھی محروم رہ جائیں یہ کیسی بوالعجبی ہے - یہ خیال یوں تو کھٹکتا ہی تھا مگر ایسے وقت میں زیادہ پریشان کرتا تھا جب کسی پیر جی کے لمبے لمبے مقامات سننے میں آتے تھے کہ بڑے صاحب نسبت ہیں بڑے صاحب کشف ہیں ایسے ہیں ویسے ہیں یہانتک سینہ کھلا ہوا ہے (دروغ برگردن راوی) کہ مریدوں کی قضا و قدر کے حالات کلیۃً بتا سکتے ہیں - الحمدللہ کہ یہ مشکل بھی حل ہو گئی ہیں ایک روز امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مبدا و معاد کی سیر کرتا تھا ناگاہ ایک مقام پر نگاہ جا پڑی بس پوری پوری مجکو تسکین ہو گئی پس میں اس عبارت کو بنظر افادہ عام نقل کئے دیتا ہوں اور خاصکر اس ضرورت سے کہ شاید کوئی میرا احمدی بھائی میری طرح صوفیوں کے حال میں متردد ہو تو بلا سے نجات پا جائے۔

نقل عبارت مبدا و معاد صفحہ ۵ و ۶ مطبوعہ سال ۱۳۱۱ھ مطبع مجتبائی دہلی - قطب ارشاد کہ جامع کمالات فردیت نیز باشد بسیار عزیز الوجود ست و بعد از قرون بسیار و از منہ بیشمار این قسم گوہرے بظہور مے آید و عالم ظلمانی از نور ظہور او نورانی میگردد و نور ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است از محیط عرش تا مرکز فرش ہر کسے را کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل میشود از راہ او می آید و از و مستفاد میگردد و بے توسط او ہیچکس باین دولت نمی رسد مثلاً نور ہدایت او در رنگ دریائے محیط تمام عالم را فرو گرفتہ است وآں دریا گویا منجمد ست کہ اصلاً حرکت ندارد و شخصیکہ متوجہ آں بزرگ ست و با و اخلاص دارد یا آنکہ آں بزرگ متوجہ حال طالبی شدہ در وقت توجہ گویا روزنے در دل طالب کشادہ می شود از اں راہ بقدر توجہ و اخلاص از اں دریا سیراب میگردد و ہمچنیں شخصے کہ متوجہ ذکر الٰہی ست جل شانہ و بان عزیز اصلاً متوجہ نیست نہ از انکار بلکہ او را نمی شناسد ہمیں قسم افادہ آنجا ہم حاصل میشود لیکن در صورت اولیٰ بیشتر از صورت ثانیہ است اما شخصیکہ منکر آں بزرگ است یا آں بزرگ ازو در بار ست (یہ فقرہ کچھ سمجھ میں نہ آیا شاید چھاپے کی غلطی ہوگی) ہر چند بذکر الٰہی تعالیٰ و تقدس مشغول ست اما از حقیقت رشد و ہدایت محروم است ہماں انکار او سد راہ فیض او میگردد بے آنکہ آں عزیز متوجہ عدم افادہ او شود و قصد ضرر او نماید حقیقت ہدایت از وے مفقود است - صورت رشد ست صورت بے معنی قلیل النفع ست وجماعت کہ اخلاص و محبت باں عزیز دارند ہر چند از توجہ مذکور و ذکر الٰہی تعالیٰ شانہ خالی باشند نیز ایشاں را بواسطہ مجرد محبت نور رشد و ہدایت او میرسد - والسلام علیٰ من تبع الہدیٰ - انتہیٰ -

اے مولا کریم میں تیرے اس فضل و رحمت پر نظر کر کے تیرے آگے ادب سے سر جھکاتا ہوں اور تیرے رسول پاک پر درود بھیجتا ہوں اے بندہ نواز اب تو نے جو ہماری آنکھیں کھولیں اور امام وقت کی کامل شناخت کرائی تو اے رحمٰن و رحیم ہم کو اس راہ میں مستقیم رکھ اور ابتلاؤں سے بچا اور مصیبتوں میں صبر دے اور ہمارا انجام بخیر کر اور دنیا و آخرت میں ہمارا کفیل ہو آمین آمین ثم آمین - و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین +

خلیل الدین احمد راضی صدیقی تلہری

تزکیۂ نفس کی سبیل

ذیل میں میں اپنے محترم بھائی میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی ایک ضروری اور ازبس ضروری چٹھی چھاپتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ احمدی احباب اسکو پوری توجہ سے پڑہیں گے۔ ہینے ہر سال الحکم کے ذریعہ عام طور پر اور زبانی خاص احباب سے ذکر کیا ہے کہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر ریلوی اتہارٹیز سے ضرور رعایتی ٹکٹ حاصل کرنے چاہئیں جس حال میں محکمہ ریلوی ہر قوم اور ملت کے سالانہ جلسوں کی تقریب پر رعایتی ٹکٹ دیتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ قادیان کے سالانہ جلسہ پر رعایتی ٹکٹ نہ مل سکیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میری یہ تجویز اثر کئے بغیر نہیں رہی سیالکوٹ سے ایک آواز اس کی تائید میں اُٹھی ہے۔ امید ہے انجمن احمدیہ اس غرض کی تکمیل کی فکر کریگی۔ اور ابھی سے اسکی کارروائی شروع ہونی چاہیئے۔

(ایڈیٹر)

دارالامان میں لنگر کے مصارف میں ترقی اور اسکی بالمقابل آمدنی کی کمی کا سوال اور احمدی جماعت کی توجہ کا خیال

میرے معزز برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دارالامان کے بزرگوں میں لنگر کے مصارف کے متعلق کمی آمدنی کا سوال گو بہت عرصہ سے دائر ہے۔ اور بارہا حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے اس بارہ میں برادران سلسلہ کو توجہ دلائی گئی ہے۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے۔ برادران سلسلہ نے اس طرف اب تک وہ توجہ نہیں فرمائی۔ جو ان کو فرمانی چاہئے تھی۔ ہر ایک موقعہ پہ جب کبھی اس کے متعلق ذکر آیا ہے۔ تو حضرت امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مد کی آمدنی کی طرف سے کافی اطمینان ظاہر نہیں فرمایا۔ اس سے پیشتر وقتاً فوقتاً ایک زبردست تحریک کی خدمت ہم میں سے ایک ایسے وجود نے اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔ کہ جس کے اخلاص اور محبت کی قوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں اس درجہ تک بڑھی ہوئی تھی کہ جس کا اندازہ کرنا اسی قلب کا کام ہے جو خود اخلاص ومحبت اور صدق و وفا میں اس درجہ تک پہونچا ہوا ہو۔ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں جو قرب اس دلسوز محب کو حاصل تھا۔ وہ اس کی ان عاشقانہ کارروائیوں سے ظاہر ہے۔ جو اپنی زندگی میں اس وفادار خادم نے کیں۔ اس کا روشن دماغ اور پاکیزہ فہم سلسلہ احمدیہ کی ضروریات کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب نبوت کے ایسا قریب پہنچتا تھا۔ کہ ہر ایک ضرورت پیش آمدہ کے لئے عین وقت پر قوم کو اور قوم کے مخلص افراد کو اس ضرورت کا احساس کرواتا تھا۔ اس کی زبردست تحریریں اور پرائیوٹ خطوط آئے دن احباب سلسلہ کے دلوں میں جنبش پیدا کرتے رہتے تھے۔ اور اس طرح وقتاً فوقتاً تلافی مافات ہوتی رہتی تھی۔ اور حضور امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ ایسے تفکرات سے مکدر نہ ہونے پاتی تھی۔ اب ہم **لیڈر قوم مرحوم** وفادار **عبدالکریم** کو کس کس موقعہ پر یاد کرینگے۔ اے قوم احمدی کے مخلص خادمو! اگرچہ آئے دن ہم کو ہمارے سلسلہ کی ضروریات کی یاد دلانے والا ہمارا پیارا دوست ہم میں نہیں رہا۔ مگر کیا اس پیارے اور مہربان دوست کی یاد کو بھی ہم فراموش کر سکتے ہیں۔ اور اس کی مخلصانہ اور وفادارانہ کارروائیاں ہم کو بھول سکتی ہیں۔ اس لیڈر قوم کی روح ہم میں اپنے بروز کی طالب ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اس مرحوم کے جذبہ محبت سے حصہ لینے والی روحیں تیار ہیں کہ جونہی ان کے کان میں کسی ضروری تحریک کی آواز پہنچے۔ تو وہ اس آواز کو قبول کر کے اس طرح اپنے امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی حاصل کریں جس طرح ان کے باوفا اور مخلص دوست مولوی عبدالکریم نے حاصل کی۔ وہ کامل جوش جو اپنے مرحوم بھائی کی مخلصانہ کارروائیوں کی یاد سے وہ اپنے دلوں کے اندر پاتے ہیں۔ اس کا معنی خیز اور بھائی کی روح کو خوش کرنے والا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی طرح دل وجان سے حضور امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا میں محو ہو جائیں اور ان دقتوں کے رفع کرنے میں اسی طرح دل وجان سے کوشاں رہیں جسطرح وہ باہمت دوست دردِ دل سے کوشاں رہتا تھا۔ اگر اس دلبستگی سے مخلص احباب جہاں کہیں ہوں کمربستہ ہو جائیں تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ لنگر کی قلت آمدنی کے متعلق جو شکایت بزرگان دارالامان کے اوقات گرامی کو مکدر کرتی ہے۔ باقی رہ جائے۔ اور حضور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس مد کی ناقابل اطمینان حالت کے ذکر کی ضرورت ہو۔ برادران سلسلہ! بیشک یہ سچ ہے۔ کہ اس آسمانی سلسلہ کے متعلق مختلف شاخوں سے آپ کے مالوں کا تعلق ہے۔ اور آپ جانتے ہیں۔ کہ لنگر کی مد کے ساتھ شاخوں کا ایسا ہی تعلق ہے جیسا ایک درخت کی شاخوں کو اس کی اصل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ باقی شاخیں تو اپنے اپنے کارگذار منتظموں کے زیر انتظام ہیں۔ ان شاخوں کی سرسبزی کی فکر تو انہیں کارپردازوں کو ہے جن کے زیر انتظام وہ شاخیں رکھی گئی ہیں۔ جو کچھ تشویش انکے متعلق پیدا ہو۔ اسکا رفع کرنا یا کرانا قوم کو متوجہ کرنا انہی منتظمان کے ذمہ ہے اور قوم ان شاخوں سے ایک ایسا فائدہ حاصل کر رہی ہے کہ جس کا قریب تر تعلق قوم کی ترقی اور بہبودی کے لئے نہایت ضروری ہے اور اس طرف سے قوم مطمئن بھی ہے مگر لنگر کی مد ایک ایسی مد ہے۔ جس کا تعلق صرف خاندان نبوت سے ہی ہے۔ اور جس کا انتظام صرف حضور امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے۔ اس مد کے متعلق آمدنی کی کمی کا بار حضور مقدس کی ذات پاک پر ہے۔ اطراف واکناف عالم سے جو واردین اور صادرین دارالامان کی پاک سرزمین میں حاضر ہوتے ہیں وہ اسی مائدۂ آسمانی پر آکر بیٹھتے ہیں اور حسب مراتب ہر ایک کی خاطر و مدارات اس مائدہ سے ہوتی ہے۔ کون جانتا ہے۔ کہ یہ مہمانداری جو اس صاحب رسالت میزبان کے سپرد ہے۔ کہاں تک پہنچتی ہے۔ اور ہر ایک مہمان کی فکر کس کو ہے خدا کے بھیجے ہوئے مہمانوں کی آمد و رفت کسی وقت کی پابند نہیں سیکڑوں آتے اور سیکڑوں جاتے ہیں۔ خدا کا مرسل اور اس کا عیال کہ اللہ تعالےٰ روز افزوں اس عیال کو ترقی بخشتے اس الٰہی سلسلہ میں لازم ملزوم کا حکم رکھتے ہیں برادران آپ غور کریں۔ کہ اس مائدہ آسمانی کی فراخی میں جو درخت کی جڑ ہے۔ کوئی نقص واقعہ ہو جاوے۔ تو باقی شاخیں اپنی سرسبزی اور رونق کو کس طرح قایم رکھ سکتی ہیں۔ اصل کے نقصان پذیر ہونے سے شاخوں کی رونق میں ضرور فرق آسکتا ہے۔ پس سب سے زیادہ فکر اس اصل کے لئے ضروری ہے تاکہ اصل کے قایم رہنے سے درخت کی شاخیں بھی قایم رہ سکیں۔ لنگر کی مد ہی ایک ایسی مد ہے۔ جو حضور مقدس امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص سرکاری میں کسی مخلص کو شریک ہونے کا خاص ثواب بخش سکتی ہے۔ اور نہایت ہی قریب حضور امام کی خوشنودی حاصل کرنے اور تقرب پانے کا ذریعہ ہے۔ ہم سے جلدی جدا ہو جانے والے مرحوم وفادار خادم مولوی **عبدالکریم** صاحب کی نہایت ہی قبول ہونے والی اس مد کے متعلق خاص تحریک تھی اور اس مد کے متعلق حضور رسالتمآب کا ہاتھ بٹانے سے مرحوم نے ایک کامل اخلاص پیدا کر کے امام کے پاک دل میں اپنا گھر کر لیا تھا۔ اس مد کے اخراجات روز افزوں کو ہر وقت وہ خاص نظر سے مشاہدہ کرتے رہتے تھے۔ اور اس فکر میں لگے رہتے تھے کہ اس تشویش کو حضور مقدس کے قلب نبوت کے نزدیک نہ آنے دیں۔ خود تحریک کرتے اور خود ہی ضروریات پر آئے دن قلم کو حرکت دیتے رہتے تھے۔ کیوں نہ ہو۔ جب خود قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے۔ خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها تو عبدالکریم کیوں اس حکم کے اجراء میں کہ جب سچا حقدار اور مصداق اس آیت کا موجود ہو تہ دل سے کوشش کرنے والا نہ ہوتا۔ برادران قوم سچ پوچھو۔ تو اس مرحوم نے آپ پر بڑا احسان کیا کہ آپ کے تطہیر وتزکیہ میں جو بذریعہ مال ہونا ضروری ہے۔ امداد دی۔ اللہ تعالےٰ اس کو جزاء خیر دے۔ اور بہشت بریں میں اس کی ترقی درجات کرے۔ اب وقت ہے کہ ہم لوگ اس کی مخلصانہ خدمت کا نمونہ سامنے رکھ کر ایسی توجہ میں کہ حضور امام کو اس مد لنگر کے لئے فکرمند ہونا پڑتا ہے اور اس کی کفالت خاندان رسالت کا خاصہ ہے۔ ہر روز کی تشویش کے دور کرنے میں مصروف ہو جائیں اور جماعت احمدیہ کے ہر حلقہ میں ایک خاص انتظام لنگر کی آمدنی کے بڑہانے کا کیا جاوے۔ اور ایسی تجاویز سوچی جاویں۔ کہ جن سے آیندہ حضور امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بار فکر سے سبکدوش کیا جاوے۔ اور جب تک حضور اس کے متعلق کامل اطمینان ظاہر نہ فرماویں اس کی امداد میں کوئی پہلو نہ اٹھا رکھا جائے اے احمدی قوم کے فہیم اور زیرک لوگو کہ آ

نے بیعت کرتے وقت کیا اقرار کیا ہے - اپنی پہلی عزت و آبرو اور وجاہت کو آپ نے قربان کیا ہے وہ دنیا جو دین کے کام کی نہ ہو آپ لوگوں نے اس سے علیحدہ ہو جانے کا عہد باندھا ہے - اب آپ **ان العہد کان مسئولا** کے نیچے ہیں - بھائیو! عزیزو! دوستو! اس اپنی ذمہ داری کا خیال کرو - دیکھو کس مقام سے کس مقام پر پہنچنے کا ارادہ ہے - جس راستہ پر قدم انداز ہوئے ہو اس کا زاد راہ کیا ہے - بے شک مالوں کا خرچ کرنا اور خدا کی راہ میں پانی کی طرح بہانا بڑی ہی فراخ دلی کو چاہتا ہے آپ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ کٹھن منزل اور یہ گھاٹی اس خون جگر کھانے کے بغیر طے بھی نہیں ہوتی - فلا اقتحم العقبۃ ۝ وما ادراک ما العقبۃ ۝ فک رقبۃ ۝ او اطعٰم فی یوم ذی مسغبۃ ۝ یتیما ذا مقربۃ ۝ او مسکینا ذا متربۃ ۝ اس مائدہ آسمانی پر بیٹھنے والے مجموعہ میں یتیمی - مساکین اور مسافرین ہیں جن کا میزبان خدا کا مرسل ہمارا امام ہے تو اب مالوں کے بھیجنے میں کیا دریغ ہے سب حکم ایک مامور کی تابعداری میں پورے ہوتے ہیں - قرآن کریم کی اطاعت ہر ایک پہلو میں اس مسیح موعود کی اطاعت میں ہے - یہ وقت ہے اس سرٹیفکٹ کے حاصل کرنے کا ثم کان من الذین آمنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمۃ اولئک اصحاب المیمنۃ احمدی خاندانوں کی پاک دامن بی بیو جو فطرتاً مردوں کی نسبت دردناک نظاروں کو دیکھ کر زیادہ متاثر ہونے والی ہو - اس جماعت پر نظر ڈالو - جو حضور امام صادق کے قدموں میں حاضر ہوتی ہے - تمہاری خیرات کا ٹکڑا اس سفرۂ عام میں شامل ہونا چاہئے اور تمہارے درد بھرے دل کیوں پہلو میں بے قرار نہیں ہوتے - جب تم دیکھتی ہو کہ لنگر کی قلت آمدنی اس مائدہ پر بیٹھنے والوں کی دلشکنی اور ان کے مسیح موعودؑ میزبان کی تشویش کا باعث ہوتی ہے - اے شریف گھرانوں کی پاک دامن خاتونو! درد بھرے گھروں کی زینتو! اٹھو اور اسی فطرتی درد محبت اور ترس کو لیکر اٹھو اور اپنے دسترخوانوں کا حصہ اس سفرۂ عام پر رکھو جو مسیح موعودؑ نے خدا کے حکم سے تمہاری اور تمہاری قوم کے حاجتمندوں اور محتاجوں کی بہتری کے واسطے اسلام کی عزت کے لئے بچھایا ہے - اس روحانی مائدہ کی قدردانی اسی پر منحصر ہے - کہ حضور امام پاک کے دسترخوان پر حاضر ہونے والے سب کے سب خواہ ابن السبیل ہوں - یتامیٰ ہوں - مساکین ہوں - کوئی ہو - سب ملکر اس سفرۂ عام سے حصہ پاویں - چونکہ قلت آمدنی کی شکایت باوجود اس کے کہ احمدی جماعتیں کم و بیش رقومات مد لنگر میں داخل کرتی ہیں برابر رہتی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے - کہ کافی امداد اس مد میں نہیں پہنچتی - اس کمی کے رفع کرنے کے علاوہ ان مقررہ رقومات کے جو قدر قلیل ارسال کی جاتی ہیں - ایک خاص تجویز کی ضرورت ہے اور وہ تجویز دارالامان کے بعض بزرگوں اور دیگر اہل الرائے خادموں کے مشورے سے یہ قرار دی گئی ہے - کہ جب ماہ دسمبر میں بڑے دن کی تعطیلوں پر احمدی برادران کا اجتماع ہوا کرے تو سالانہ چندے کی فہرست اس مجمع میں بغرض امداد اخراجات لنگر کھولی جائے - اور یہ روپیہ دست بدست اسی وقت نقد وصول کر کے اس مد میں جمع کر دیا جاوے تاکہ اس قلت کا جو مقررہ چندوں کے ارسال میں قدرتاً رہی ہے - معاوضہ ہو سکے اگر جملہ احباب اس وقت کم و بیش رقم اپنے زاد راہ پر ایزاد کر لیں - یا کسی اور تدبیر سے مثلاً واپسی ٹکٹ نصف قیمت پر لینے سے کچھ روپیہ پس انداز کر سکیں - تو وہ اس سالانہ چندے میں داخل کر دیں - چونکہ ان ایام میں عموماً جلسوں پر جانے والے بزرگوں کو اپنی فیاضی اور دریا دلی سے سرکار بھی رعایت کرتی ہے اگر ایسی رعایت دارالامان کے شرکاء جلسہ کو حاصل ہو سکے - تو وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں - اور اس رعایت سے پس انداز کی ہوئی رقم کسی کار خیر میں داخل کر دی جائے - اس سے امید ہے کہ اس مد کے متعلق قلت آمدنی کی شکایت ضرور کچھ کچھ رفع ہو جائیگی - اور مجموعی طور پر کل جماعت کے ہر حالت کے افراد کے لئے آسانی ہوگی اور حضور امامؑ کی سچی اور عام خوشنودی حاصل کرنے کا فخر ہر ایک کو حاصل ہوگا یہ خط بذریعہ اخبار شائع کیا جاتا ہے - کہ سب احباب ملکر اس پر غور کریں اور آئندہ اگر اسی تجویز پر عمل درآمد ہونے کی ضرورت ہو - تو اس کی منظوری سے اطلاع دیجائے - اور پھر ہر ایک اہل الرائے بزرگ کا حق ہے جو حسن تدبیر وہ کر سکے - تاکہ اسی سال کے سالانہ جلسہ ماہ دسمبر میں مجموعی اتفاق سے اسی پر عمل درآمد شروع ہو جائے - مجھے امید ہے کہ بزرگ ایڈیٹران اخبار الحکم و بدر اس کو اپنے قابل قدر اخباروں کے کالموں میں جگہ دے کر جملہ برادران سلسلہ کی رائے حاصل کرینگے تاکہ جلسہ ماہ دسمبر سال حال سے پیشتر ہی فیصلہ ہو جائے - اور پھر جلسہ پر کارروائی وصولی چندہ سالانہ شروع کر دی جائے - فقط -

حضور مسیح موعودؑ کا عاجز خادم اور احمدی برادران کا دعاگو خاکسار **میر حامد شاہ** از سیالکوٹ - یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء

وصیّت

(۱) میں مسمی الٰہی بخش ولد فضل دین قوم حجام ساکن سمبڑیال ضلع سیالکوٹ تحصیل ڈسکہ حال اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ڈگری ٹریفک ڈسٹرکٹ بھٹنڈا - نارتھ ویسٹرن ریلوے -

بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۸ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھے دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو -

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں - اور ان کا مرید اور پیرو ہوں -

(۳) میں اقرار کرتا ہوں - کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے - میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں - پابند ہوں - اور ایسا ہی ان تمام ہدایات قواعد و ضوابط کا پابند ہونگا - جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی ہیں - یا آئندہ شائع ہونگی - میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد اور شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے -

(۴) میرا اسوقت جو ریلوے پراویڈنٹ فنڈ میں پانچسو روپیہ ہے جس میں میرا کوئی شریک نہیں - میں آجکی تاریخ اسکی ۱/۱۰ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں - کہ کل رقم کا ۱/۱۰ حصہ یعنے مبلغ ۵۰ روپیہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے - میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو خواہ غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں - اور چونکہ اس فنڈ میں میری تنخواہ سے کاٹ کر جمع کیا جاتا ہے - سو میری حیات تک ساتھ جتنی رقم اس فنڈ میں بڑھتی جاوے گی - اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہے - یعنے خواہ یہ کتنی رقم ہو جاوے سبکا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیا جاوے -

(۵) میں اقرار کرتا ہوں - کہ اگر آجکی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ خاص کے متعلق کی ہے میری یہی وصیت ہے - جسکا ذکر میں نے فقرہ ماسبق (۴) وصیت میں کیا ہے - میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا -

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں - تو احمدی جماعت میری نعش کو ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں یا آئندہ شائع ہونگی - دارالامان قادیان میں پہنچا دے - اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے -

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے - کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جسکا میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں ذکر کیا ہے - ہرگز نہیں - ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دونگا جسکا اعلان میں مجلس کیطرف سے کرا دونگا - اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ کر سکا ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوگی - تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ شامل نہ ہوگی - ان اخراجات کے ادا کرنے کی ذمہ دار ہوگی - جو میری روح کے نجات کا باعث ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت سمجھینگے -

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں - کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے - اگر حالات آئندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں - میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی - تو اسصورت میں بھی میری یہ ہی وصیت جو اپنی جائداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قایم رہیگی - لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے - البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کیجا سکتی ہے -

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہونگا یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہونی تھے - انکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا - بلکہ مجلس کو ہوگا - فقط

الراقم الٰہی بخش ولد فضل دین سمبڑیالی حال اسٹیشن ماسٹر ڈگری - ریلوے بھٹنڈہ -

گواہ شد

بیلی رام ولد لالہ لنگاہیا مل کہتری نور محل ضلع جالندھر

ایڈیٹر وطن کی اشاعتِ کفر پر فتویٰ!

میں نے مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن کی اس مذموم اور قابل نفرت تجارتی کاروائی کا افشاء کر دیا ہے جو انہوں نے کفریات کے بیچنے کے رنگ میں شروع کی تھی - اپنی کھلی چٹھی میں میں نے مسلمان اخبار نویسوں کو اسلام کی حمیت اور حمایت کا واسطہ دیا تھا کہ وہ اپنے اخبارات کے ذریعہ مولوی انشاء اللہ خان صاحب کی اس خطرناک کارروائی سے مسلمانوں کو آگاہ کریں مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ بجز چار اخباروں کے کسی نے اسپر نوٹس نہیں لیا - جس سے ان اسلامی اخبارات کے مقاصد کی حقیقت بہی کہلتی ہے - خصوصاً اخبار وکیل - روزگار اور رسالہ انجمن حمایت اسلام وغیرہ نے جس خاموشی سے کام لیا ہے وہ ان کے اس عمل کو مولوی انشاء اللہ خان صاحب کی تائید میں دکہاتی ہے - اور مولوی انشاء اللہ خانصاحب نے جو جواب اس کھلی چٹھی کا دیا ہے وہ پبلک میں آچکا ہے - اور روزانہ پیسہ اخبار نے جس انصاف پژوہی سے اسپر ریمارک کیا ہے وہ قابل قدر ہے - میں نہیں سمجھتا کہ مسلمان اخبار نویس کب تک پاس خاطر سے کام لیں گے - اور مولوی انشاء اللہ خان کو اس حرکت نامناسب سے نہ روکیں گے - اب وقت آگیا ہے کہ ان قومی اور مذہبی حمایت کے دعوے داروں کو اصلی رنگ میں پبلک کے سامنے کہڑا کر دیا جاوے - میں پہر ایک بار وکیل - روزگار اور دوسرے معزز مسلمان اخبار نویسوں کو خدا تعالیٰ کی قسم اور انکے فرض کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ اس شرمناک کارروائی سے مسلمان پبلک کو آگاہ کریں - اور اگر انہوں نے پہلے یار فروشی کی ہے تو اب اسکی تلافی کریں - حق کہنے سے ان کی زبان اور قلم رکتا ہے اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ذرا سا بہی مضمون مل جائے تو اسے پہاڑ بنا کر دکہاتے ہیں اور مولوی انشاء اللہ خانصاحب کی اس حرکت بے جا پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں - میں نے کسی گذشتہ اشاعت میں یہ بہی ظاہر کیا تہا کہ میں عنقریب مولوی انشاء اللہ خانصاحب کے اس فعل پر ایک فتویٰ شایع کروں گا -

میں ابہی اس فتوے کو مرتب کر کے علماء کے پاس بہیجنے ہی کو تہا کہ **الہ آباد** سے ایک فتویٰ طیار ہو کر چہپنے کے لئے آگیا - میں ان **علماء اسلام** کی صاف گوئی کا شکر گذار ہوں - کہ انہوں نے دیانت داری سے کام لیا - استفتا میں کوئی امر ایسا پیش نہیں کیا گیا جس میں اصل عبارت اشتہار مولوی انشاء اللہ خان اور میری کہلی چٹھی کی درج نہو - فتوے دینے والے علماء ان مسلمانوں کے مسلمہ عالم ہیں جو سلسلہ عالیہ کے مخالف ہیں اسلئے یہ فتویٰ عام مسلمانوں کے نزدیک نہایت ہی قابل قدر ہے -

میں اس کے بعد علمائے پنجاب کا فتویٰ بہی انشاء اللہ العزیز شایع کرونگا - اور اسوقت تک اس سلسلہ کو نہیں بند کرونگا جبتک مولوی انشاء اللہ خانصاحب علانیہ اپنا توبہ نامہ وطن میں نہ شایع کریں اور اپنی غلطی کا اعتراف نکریں -

مولوی انشاء اللہ خان کو میں پہر نیک نیتی سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی دین اور دنیا کی اصلاح کے لئے ان کفر آمیز کتابوں کو اپنے سٹاک سے نکال ڈالیں اور آیندہ انکی فروخت بند کریں + انکے دوست احباب بہی انہیں سمجہائیں کہ وہ اس بے جا ضد سے توبہ کریں -

میں اب اصل **فتویٰ** شایع کرتا ہوں اور معزز معاصرین پیسہ اخبار (روزانہ و ہفتہ وار) - وکیل - اینگلو ورنیکلر - زمیندار - اہلحدیث - روزگار - اہل فقہ - کرزن گزٹ - النجم - رسالہ حمایت اسلام - انوار الاسلام - وغیرہ سے امید ہے کہ وہ اس فتویٰ کو شایع کر دیں گے - **وہ فتوے یہہ ہے**

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زید ایک مسلمان ہے اور مولوی کہلاتا ہے - اوس نے ایک اشتہار بغرض تجارت کتب انگریزی کی فروخت کا دیا - جسمیں سر ولیم میور صاحب عیسائی مصنف کی وہ کتابیں بہی ہیں جو بانی اسلام اور اسلام کے خلاف میور صاحب نے لکہیں اور **زید** اون کتابوں کو اصلی قیمت سے بہی زیادہ قیمت پر فروخت کرتا ہے اور اپنی مقررہ قیمت کو رعایتی بتلاتا ہے - چنانچہ اوس کے اشتہار کے یہہ الفاظ ہیں :-

"کئی سو **نادر** اور **مفید** انگریزی کتب کی رعایتی قیمت کی مفصل فہرست "

" ۱ کا ٹکٹ بہیجکر منگوائیے - ان میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں - "

" (۲) سر ولیم میور صاحب سابق لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کی **اسلامی** "

" دیگر تالیفات بہ تفصیل ذیل ہیں - **(الف)** سوانحعمری رسول مقبول اصلی "

" قیمت عـہ رعایتی ـعـہ **(ب)** خلافت اسلامی - اصلی قیمت ـعـہ "

" رعایتی قیمت ـعـہ - **(ج)** سورسز آف اسلام - اصلی قیمت ـے رعایتی "

" للعہ - **(د)** محمڈن کنٹرو ورسی - اصلی قیمت لعہ رعایتی ـے - **(ﮧ)** مملوکان مصر "

" اصلی لعہ رعایتی ـے ، **(و)** غدر ہند - اصلی قیمت للعہ رعایتی ـعـہ "

" انتہی بلفظہ بقدر الحاجۃ "

زید کے اس اشتہار کو دیکہکر **عمرو** ایک دوسرے مسلمان نے حسب ذیل مضمون شایع کیا

مسلمانو! خبردار رہو - آنحضرت صلعم پر فدا ہو جانے والو! اور سرورِ عالم کو صاحب خلق عظیم اور انسانِ کامل یقین کرنے والو! کیا تم جانتے ہو کہ **میور صاحب** ایک **سخت متعصب پادری بلنش مصنف تہے** اور اونہوں نے لائف آف محمد (سوانح عمری) میں آنحضرت صلعم کی پاک اور مطہر سیرۃ پر گندے اور ناپاک اعتراض کئے ہیں میں جانتا ہوں مسلمانوں کا تعلیم یافتہ گروہ اور پادریوں سے مذہبی مناظرہ کا واقف کار طبقہ علماء اس سے خوب واقف ہے کہ اسلام کے خلاف جیسی خطرناک اور زہریلی تحریر **میور** کی ہے فنڈر اور **فورمن کی بہی نہیں ہے** - میں یقین نہیں کرتا کہ کوئی مسلمان جو آنحضرت صلعم کے ساتہہ دلی عقیدت اور محبت رکہتا ہے اس کتاب کو دیکہنا بہی گوارا کرے - ویسے ہی اوس نے ایک کتاب عیسائیوں کیلئے بطور رہنما اور رہبر کے لکہی ہے جسمیں اوس نے مسلمانوں کے ساتہہ مباحثہ کرنے کا اصول اور ڈہنگ سکہایا ہے اور اعتراض بتائے ہیں غرض اوس نے جسقدر تالیفات **اسلام یا آنحضرت صلعم** پر لکہی ہیں اون کی غرض اور غایت **اسلام کی مخالفت اور آنحضرت صلعم پر حملے کرنا ہی** ہے اسی طرح پر ایک ٹسڈل ہیں - جنہوں نے ینابیع الاسلام جیسی زہریلی اور **کفر سے بہری ہوئی کتاب فارسی میں** لکہی ہے - اور اسکا انگریزی ترجمہ (سورسز آف اسلام) میور نے کیا ہے - یہہ کتابیں جو **اسلام کی جانستان دشمن ہیں** اور جنکو پادری لوگ مفت تقسیم کرتے اور نہایت سستے اڈیشن طبع کر کے فروخت کرتے ہیں - اب مولوی **زید** صاحب نے مسلمان کہلا کر اور مسلمانوں کا خیر خواہ بنکر ان کتابوں کی اشاعت اور فروخت کا اہتمام اپنے ہاتہہ میں لیا ہے "

آہ! اسلام کیلئے کیسا دردناک منظر سامنے ہے کہ ایک شخص جو مسلمان کہاتا اسلام کا حامی بنتا ہو وہ کند چہری کیساتہ مسلمانوں کے گلے کاٹنا چاہتا ہو